بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۲۰

شمارہ ۶

ہفت روزہ

بدر قادیان

ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:-
خورشید احمد انور

شرح چندہ

سالانہ	۱۰	روپے
ششماہی	۵	روپے
ممالکِ غیر	۲۰	روپے
فی پرچہ	۲۵	پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۱۴؍ذوالحجہ ۱۳۹۰ ہجری ۱۱؍تبلیغ ۱۳۵۰ ہش ۱۱؍فروری ۱۹۷۱ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۹؍تبلیغ - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان بذریعہ تار ۳؍تبلیغ کو اطلاع فرماتے ہیں کہ "حضور انور قدرے ضعف محسوس فرماتے ہیں"۔ اِس کے علاوہ ہفتہ زیرِ اشاعت میں جو اطلاعات بذریعہ ڈاک موصول ہوئی ہیں وہ یہ ہیں:-

ربوہ ۲۸؍صلح - آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ اب درد کمر کے نچلے حصّہ کی طرف رہ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے بیٹھنے میں کافی دقت ہوتی ہے۔ قارورہ کا ٹسٹ آج پھر کیا گیا تو معلوم ہؤا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انفیکشن میں کافی کمی ہے۔

۲۹؍صلح - عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ مگر کمر کے نچلے حصہ کا درد بدستور ہے۔

یکم تبلیغ - گزشتہ رات حضرت اقدس کو بے خوابی کی تکلیف رہی۔ اور آج دن بھر ضعف محسوس ہوتا رہا۔

۳؍تبلیغ - آج حضور انور کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی۔ الحمد للہ۔ دونوں شانوں کے درمیان درد اور کھچاؤ محسوس ہوتا تھا۔ جو بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُور ہو گیا۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۱۲ پر)

انڈونیشیا میں پوپ پال کی آمد

اور

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے انگریزی تفسیر القرآن کی پیش کش!

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری رئیس التبلیغ انڈونیشیا

اخبارات میں یہ خبر شائع ہو رہی تھی کہ کیتھولک کے ہیڈ پوپ پال انڈونیشیا آنے والے ہیں۔ خاکسار نے ارادہ کیا کہ ان کی جاکرتا میں آمد پر انہیں اسلامی لٹریچر بطور ھدیہ پیش کیا جائے۔ اس کے لئے خاکسار نے D.P.B. کی جماعتِ احمدیہ کے پریذیڈنٹ مرتولو صاحب کو توجہ دلائی۔ آخر ایک کیتھولک عیسائی شخص Kasimo سے سید شاہ محمد صاحب کے ذریعہ تعلق قائم ہؤا۔ یہ شخص استقبالیہ کمیٹی کا ممبر تھا۔ اس نے وعدہ کیا کہ مَیں یہ کوشش کروں گا کہ آپ کو ایسی جگہ ملے جہاں سے آپ ان سے ملاقات کر سکیں۔ چنانچہ وہ دوسرے دن ۲ ٹکٹ لے کر سیّد شاہ محمد صاحب کے گھر دے گیا۔

ہم نے فیصلہ کیا کہ قرآن کریم کی انگریزی تفسیر کے علاوہ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ لائف آف محمد بھی انہیں دی جائے چنانچہ ہم نے قیمتی صندوقچیاں خریدیں۔ جو نہایت اچھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ اور ان پر خوبصورت نقش و نگار کیا ہؤا تھا۔ ان کتب کو ان میں رکھ دیا گیا۔

جب ۳؍دسمبر کو پوپ پال ۴ بجے شام جاکرتا پہنچے۔ تو ہم یہ تحفہ تیار کر چکے تھے ۲ ٹکٹ بھی ہمیں مل چکے تھے۔

مسٹر Kasimo نے ہمیں یہ بھی کہا تھا کہ آپ چھ بجے شام تک میرے گھر پہنچ جائیں تاکہ مَیں آپ دونوں کو اپنی کار پر لے جاؤں چنانچہ میں، سیّد محمد شاہ صاحب ہادی ایمان صاحب اور یحییٰ یونتو صاحب. چھ بجے سے پہلے اس کے گھر پہنچ گئے۔ اس نے کہا کہ ہادی ایمان صاحب اور یحییٰ صاحب بھی جا سکتے ہیں کیونکہ مجھے دو ٹکٹ اور مل گئے ہیں۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی۔ اس طرح ہمارا وفد ۴ افراد پر مشتمل تھا۔

۶½ بجے شام ہم مسٹر Kasimo کے ساتھ "Satadion Senajan" کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں بڑا ٹریفک تھا اس لئے ہم ذرا دیر سے ہی پہنچے۔ مسٹر Kasimo ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہجوم کو عبور کرتے ایک اور شخص کے پاس لے گئے۔ وہ ہمیں اس جگہ لے گیا جہاں دیگر مذاہب کے نمائندے بیٹھے تھے۔

۷½ بجے شام پوپ پال سٹوڈیون میں پہنچے۔ سب سے پہلی لائن میں ہم چاروں کھڑے تھے۔ جب کار وہاں پہنچی تو ٹھہر گئی اور پوپ اُتر کر سیدھے ہماری طرف آئے۔ سب سے پہلے ہم چار سے مصافحہ کیا۔ پھر وہاں سے وہ سٹیج کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد اعلان ہؤا کہ اب مختلف مذاہب کے نمائندے ان کی خدمت میں اپنے تحفے پیش کریں گے۔

۱۔ سب سے پہلے ایک کیتھولک مرد اور عورت نے تحفہ پیش کیا۔

۲۔ پھر ایک پروٹسٹنٹ مرد و عورت نے اپنا تحفہ پیش کیا۔

۳۔ پھر "جمعیۃ طلباء اسلام" نے ایک صندوقچی پیش کی جس میں کچھ لکڑی وغیرہ کی اشیاء تھیں۔

۴۔ اس کے بعد ہماری باری آئی۔ ہم سٹیج پر گئے تو سارے لوگوں کی نظریں ہماری طرف اُٹھ رہی تھیں۔ اوّل تو اس لئے کہ ہم تحفہ پیش کر رہے تھے۔ دوسرے اس لئے بھی کہ مَیں نے پگڑی اور اچکن پہنا ہوئی تھی۔

ہم نے پہلے پوپ پال کو تحفہ پیش کیا اور پھر مصافحہ کیا۔ چند فقرات کہے۔ اپنا نام بتایا۔ تحفہ کی تفصیل بتائی۔ مصافحہ کرتے ہوئے ہمیں پوپ پال نے لکڑی کی عمدہ ڈبیہ دی جو اڑھائی انچ لمبی اور اڑھائی انچ ہی چوڑی ہے۔ جس نے بھی ان سے ہاتھ ملایا اسے یہ ڈبیہ دی گئی۔ اس طرح ہمیں چار ڈبیاں ملیں۔

جب انہیں کھولا گیا تو معلوم ہؤا کہ اس کے اندر تانبے کا ایک گول بڑا ٹکا ہے جس پر ایک کشتی کی تصویر ہے۔ جسے ایک شخص سمندر میں چلاتا نظر آتا ہے۔ اس کے دوسری طرف پادری پاؤلوس ششم کا نام لکھا ہے۔ اور کچھ بھی لکھا ہے مگر یونانی زبان میں یا اٹلی کی زبان میں۔

۱۰ بجے یہ تقریب ختم ہو گئی۔ اس مجمع میں حاضرین کی تعداد ۸-۷ ہزار کے درمیان تھی۔ جب ہم سٹوڈیون سے نکل رہے تھے۔ تو کئی لوگوں کو کہتے سُنا کہ انڈونیشیا بھر میں صرف یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا ہے۔

دوسرے دن ۴؍دسمبر کو روزانہ اخبار Brita yudha اور روزانہ اخبار Kompas نے بالاختصار خبر شائع کی کہ جماعت احمدیہ نے پوپ پال کی خدمت میں انگریزی ترجمہ اور تفسیر کا تحفہ پیش کیا ہے۔

۵؍دسمبر کو اخبار Kompas نے پھر یہ خبر شائع کی کہ جماعت احمدیہ نے ترجمہ و تفسیر قرآن انگریزی اسلامی اصول کی فلاسفی اور لائف آف محمدؐ کتب پیش کی ہیں اور ساتھ ہی لکھا کہ

"مولانا محمد صادق صاحب اس وقت اپنی پگڑی اور خاص ... پہنے تھے۔"

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر خدمت اسلام کا موقعہ عطا فرمایا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۷۱ء

بھارتی ہوائی جہاز کا اغوا اور اسکی مجرمانہ تباہی

گزشتہ ہفتہ انڈین ایر لائنز کا ہوائی جہاز جسے دو کشمیری نوجوانوں کے ذریعہ پہلے اغوا کرکے لاہور لے جایا گیا۔ اور اس کے بعد اُسے مجرمانہ طور پر تباہ کر دیا گیا۔ اس سے ہند و پاکستان میں جو سخت کشیدگی پیدا ہو گئی ہے وہ بے حد افسوسناک ہے۔ اس حادثہ نے دو ہمسایہ ملکوں کے تعلقات کو اور زیادہ بگاڑ دیا ہے۔

شائع شدہ خبروں کی رو سے حادثہ کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ ۳۰ جنوری بروز ہفتہ انڈین ایر لائنز کارپوریشن کا ایک ہوائی جہاز سرینگر سے جموں کی طرف پرواز کرتے ہوئے ساڑھے بارہ بجے دوپہر اغوا کر لیا گیا۔ اور زبردستی لے جاکر لاہور کے ہوائی اڈے پر اُترنے پر مجبور کر دیا۔ جہاز کو مجرمانہ اغوا کرنے والے دونوں کشمیریوں نے اپنے تئیں "مجاہدینِ کشمیر" بتایا اور جہاز سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ سوائے اس کے کہ ان کے تین مطالبات کو پورا کیا جائے۔ بصورتِ دیگر جہاز کو تباہ کر دینے کی دھمکی دی۔ جہاز کے عملہ اور سواریوں کو لاہور کے ایک مقامی ہوٹل میں ٹھیرایا گیا۔

اس قسم کی اطلاع جب دہلی میں پہنچی تو مرکزی سرکار نے سفارتی اور شہری ہوابازی کے ذرائع سے پاکستان سے ہوائی جہاز کو جملہ سواریوں اور عملہ سمیت جلد واپس کرنے کو کہا۔ حکومتِ پاکستان اس کا وعدہ کرتی رہی۔ دریں اثناء بھارت نے لاہور سے سواریاں لانے کے لئے ایک اور امدادی جہاز روانہ کرنے کی درخواست بھی کی۔ مگر اگلے روز پاکستان نے اغوا کنندگان کے سوا باقی سب افراد کو بس کے ذریعہ حسینی والا بارڈر سے بھارت بھیج دیا۔ اور اغوا کنندگان کی درخواست کو ناواجب طور پر قبول کرتے ہوئے انہیں اپنے یہاں سیاسی پناہ بھی دے دی۔ ادھر حکومتِ ہند نے ان کے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا کہ محاذ رائے شماری کے گرفتار شدہ افراد کو رہا کر دیا جائے۔ اس کی آڑ لیتے ہوئے انہوں نے ہوائی جہاز کو بارود سے اڑا دیا —— !!

اس مجرمانہ کارروائی سے بھارتی حکومت اور بھارتی جنتا کا مشتعل ہونا ایک لازمی امر تھا۔ خاص طور پر راجدھانی اور ملک کے اندر جگہ جگہ مظاہرے ہوئے۔ بھارت نے معقول رنگ میں سرکاری سطح پر پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ بین الاقوامی قوانین اور یو۔ این۔ او کے اصولوں کی رُو سے تباہ شدہ ہوائی جہاز کا معاوضہ ادا کرے اور اپنی اس ساری کارروائی پر معذرت کرے۔

چونکہ پاکستان اس پر تاحال پس و پیش کر رہا ہے، اس لئے بھارت نے پاکستان کی فضا میں اپنی ہوائی پرواز روک دی ہے اور اسی طرح پاکستان کے سب جہازوں کی پرواز بھی اپنے علاقے کے اُوپر سے بند کر دی ہے۔ یہ اقدام احتیاطی تدابیر کے طور پر کیا گیا ہے۔ تا حکومتِ پاکستان کو حادثہ کی سنگینی کا احساس ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اس اقدام پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس ہوائی قزاقی نے دولتین کے تعلقات کو افسوسناک حد تک کشیدہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ اس حادثہ نے ہند و پاکستان کو ایکدوسرے سے بہت دُور پھینک دیا ہے۔ پاکستان کے رویہ کو بین الاقوامی دُنیا میں قابلِ افسوس اور قابلِ مذمت قرار دیا جا رہا ہے۔

اگر پہلے ہی قدم پر حکومتِ پاکستان ہوائی جہاز کو بسلامت واپس کر دیتی اور اغوا کنندگان کو بھارت کے حوالہ کر دیا جاتا تو ایسی صورتِ حال پیدا نہ ہوتی —— !! اور بھارتی جنتا کے دلوں میں بھی پاکستان کے بارے میں غم اور غصہ کا شدید ردِّ عمل پیدا نہ ہوتا۔ جو ایک واجبی امر ہے۔ اگرچہ صورتِ حال بہت پیچیدہ ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود ہم مایوس نہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حکومتِ پاکستان کو حقیقت شناسی اور معاملہ کی نزاکت کو پہچاننے کی توفیق دے اور جلد ایسا اقدام کرے کہ دونوں ہمسایہ ملکوں کی غلط فہمیاں دُور ہوں اور برِّصغیر کے امن و امان کی صورتِ حال زیادہ پیچیدہ ہونے سے بچ جائے —— !!

حجِ اکبر

برِّصغیر ہند و پاکستان میں ذوالحجہ کا چاند ۲۸/۲۹ جنوری کی درمیانی شب کو دیکھا گیا۔ اس طرح اس خطہ میں عید الاضحیہ کی تقریب بتاریخ ۷ فروری منائی گئی۔ مکہ شریف چونکہ ہم سے مغربی سمت میں واقع ہے اور یہاں سے اس قدر فاصلے پر ہے کہ بسا اوقات ایک دن قبل ہی وہاں نئے چاند کی رُویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امسال اُس علاقہ میں ۲۷/۲۸ جنوری کی درمیانی شب ذوالحجہ کا چاند دیکھ لیا گیا۔ اس طرح پانچ فروری کو ذوالحجہ کی نویں تاریخ یوم عرفہ قرار پایا۔ اور یہ جمعۃ المبارک کا روز تھا۔ اس طرح اس سال ہونے والا حج "حجِّ اکبر" تھا۔ اکنافِ عالم سے، حج بیت اللہ شریف کے لئے آنے والے خوش نصیبوں کی تعداد امسال پندرہ لاکھ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے حج قبول کرے اور اس کو آئندہ کی مزید نیکیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

حاجیوں کی یہ تعداد اس وقت کی اسلامی دنیا سے آنے والوں کی ہے۔ خدا کرے یہ تعداد بڑھتی چلی جائے۔ اور باقی دنیا بھی "عزّت والے اس گھر" کی عظمت و اہمیت کو پہچانے۔ اور آستانہ حضرتِ قدس پر جھک جائے۔ اور اس کی رضا کے حصول کے لئے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے۔ آمین۔

قادیان میں عید الاضحیہ

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب بتاریخ ۷ فروری بروز اتوار مسنون طریق پر منائی گئی۔ اس روز رات کو مطلع ابر آلود ہونے اور موسم کی غیر یقینی صورتِ حال کے پیشِ نظر صبح کے وقت اعلان کیا گیا کہ عید کی نماز پارک خواتین کی بجائے مسجد اقصیٰ میں صبح نو بجے ادا کی جائے گی۔ چنانچہ تمام احباب و خواتین وقتِ مقررہ پر مسجد میں جمع ہو گئے جبکہ بہت سے کشمیری دوست بھی جو قادیان اور پنجاب میں اپنے ذاتی کام کاج کے لئے اس موسم میں آئے ہوئے ہوتے ہیں، خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ مضافاتِ قادیان میں اکّا دکّا مسلمان گھرانوں کے بعض افراد بھی آ گئے۔

سب سے پہلے حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے مسنون طریق پر عید کا دوگانہ پڑھایا۔ بعدہٗ ایک جامع خطبہ دیا جس میں سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ہر احمدی والد کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ہر احمدی ماں کو حضرت ہاجرہؑ اور ہر احمدی بچے کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا نمونہ دکھانے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ ہمیں دین کے لئے اپنے مال، جان اور جذبات کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ حضرت امیر صاحب نے فرمایا، آپ لوگوں کو بھی ابراہیم ثانی کی جماعت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے —— (باقی ص۱۱ پر)

عید الاضحیہ کے مبارک و مسعود موقعہ پر درویشانِ قادیان کے نام

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تہنیتِ عید پر مشتمل برقی پیغام

قادیان ۹ تبلیغ۔ عید الاضحیہ کے مبارک موقعہ پر حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کے نام موصول ہونے والے پیغامِ تہنیت کا اُردو ترجمہ افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس بیش قیمت اور ایمان افروز پیغام کو درویشانِ قادیان اور جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے حق میں باعثِ صد رحمت و برکت بنائے اور ہمیں اُن توقعات کو بطریقِ احسن پورا کرنے کی توفیق بخشے جو امام عالی مقام نے ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں۔
آمین برحمتک یا ارحم الراحمین —— (ایڈیٹر)

حضور نے فرمایا:-

"عید مبارک۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو عید الاضحیہ کے فلسفہ اور اُن ذمہ داریوں کو کماحقہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، جن کی طرف ہمیں توجہ دلائی گئی ہے۔"

خلیفۃ المسیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں

تازہ اطلاع

اور

احباب جماعت کی خدمت میں خصوصی دعاؤں کی تحریک

قادیان دارالامان۔ ۱۱ فروری ۷۱ء۔ کل حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بخیر و عافیت ساڑھے نو بجے شب قادیان دارالامان پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں بتایا کہ حضور کو گھوڑے سے گر جانے کی وجہ سے جو چوٹیں آئی تھیں۔ اس بارہ میں فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ حضور کا ایکسرے لینے پر معلوم ہوا کہ ریڑھ کی ہڈی بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہے۔ تاہم ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ حضور کم از کم تین ہفتہ تک مکمل آرام فرمائیں۔ تاکہ اگر جسم کے کسی حصہ میں ہڈی پر تھوڑا بہت دباؤ پڑا ہو تو اس عرصہ میں یہ اثر زائل ہو سکے۔ اس چوٹ کے نتیجہ میں اعصاب پر جو کھچاؤ کا اثر تھا اور جس کی وجہ سے پہلو بدلتے وقت جو تکلیف محسوس ہوتی تھی اس میں بفضلہ تعالیٰ اب بہت حد تک آرام ہے۔ الحمدُ للہ۔ تین ہفتہ کے مکمل آرام کے بعد مزید تین ہفتہ کے لئے کمرہ میں چلنے پھرنے کی ڈاکٹری مشورہ کے مطابق اجازت دی گئی ہے۔

احباب جماعت کو حضور کی صحت کے بارے میں جو تشویش ہوئی تھی اور جماعت کے دوستوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں خطوط اور تاریں پہنچی تھیں اس سلسلہ میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ :-

سب احباب کو میری طرف سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ پہنچا کر اطمینان
اور تسلّی دلائیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری طبیعت اچھی ہے۔

لہٰذا حضور کے ارشاد کے مطابق یہ اطلاع بھجوائی جارہی ہے۔ احباب جماعت حضور پر نور کی صحت و سلامتی اور جلد صحت یابی کے لئے پورے درد و الحاح کے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ اور اپنے بے شمار فضلوں و رحمتوں سے نوازے۔ نیز حضور کے بابرکت عہد خلافت میں اسلام اور احمدیت کو عظیم الشان ترقیات سے نوازے۔ آمین :

ایڈیٹر بدر

خطبہ جمعہ

تقویٰ کی جڑ اور بنیاد سچے عقائد ہیں

انسان کے عقائد درست ہوں تو فروعات خود ٹھیک ہو جاتے ہیں

فرمودہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ۔ مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

قرآن کریم کی ان آیات میں اصل الاصول اور آخری فیضان کا جو آخری حد اور کمال پر پہنچا ہوا ہے بیان کیا گیا ہے

نیکی کا نتیجہ

خدا کا فیضان ہوتا ہے۔ سو ان آیات میں نیکی اور اس کے فیضان کے اصل الاصول کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان اور پھر ایمان کے بابرکت نتائج کے واسطے انسان کو یوں خطاب کرتا ہے کہ تقویٰ کرو اور تقویٰ بھی ایسا کہ جو حق تقویٰ ہو اور مومن متقی بن جاؤ۔

ایمان اور تقویٰ کی سچی بنا

اور اصل جڑ عقائد صحیحہ ہیں۔ سو انسان کا فرض ہے کہ تکمیل ایمان اور تقویٰ کے لئے ان عقائد صحیحہ کی تلاش اور جستجو کرے۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی ایک آیت میں بیان فرما دیئے ہیں جہاں فرمایا ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ .... (الخ) ۲ سیپارہ رکوع ۶ تقویٰ کی جڑ اور بنیاد سچے عقائد ہیں اور ان کی بھی جڑ کی جڑ ایمان ہے۔ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا کہ وہ ہر بدی سے منزہ اور کل صفات کاملہ کا مالک اور حقیقتاً وہی معبود، مقصود اور مطلوب ہے۔ اس کے اسماء، افعال اور صفات پر کامل ایمان لانا اور کہ وہ نیکی سے خوش اور بدی سے ناراض ہو کر نیکی کے عوض انعامات اور بدیوں پر سزا دینے والا اور تمام عقائد رکھتا ہے۔ وہ رب ہے۔ رحمٰن ہے۔ رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے غرض انسان اس طرح سے جب حقیقی طور سے اللہ کے صفات سے آگاہی حاصل کر کے ان پر کامل ایمان لاتا ہے تو پھر بدی سے بچنے کے واسطے اس کو جناب الٰہی سے ایک راہ عطا کی جاتی ہے جس سے بدیوں سے بچ جاتا ہے۔

فطرت انسانی میں

یہ امر روز ازل سے ودیعت کر دیا گیا ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے واسطے یقیناً مضر جانتا ہے اس کے نزدیک تک نہیں جاتا۔ بھلا کبھی کسی نے کسی سلیم الفطرت انسان کو کبھی جان بوجھ کر آگ میں ہاتھ ڈالتے یا آگ کے انگارے کھاتے ہوئے دیکھا ہے یا کوئی شخص اس حالت میں کہ اس کو اس امر کا وہم ہی ہو کہ اس کے کھانے میں زہر کی آمیزش ہے اس کھانے کو کھاتے دیکھا ہے؟ یا کبھی کسی نے ایک کالے سانپ کو حالانکہ وہ جانتا ہو کہ اس کے دانت نہیں توڑے گئے اور اس میں زہر اور کاٹنے کی طاقت موجود ہے کسی کو ہاتھ میں بے خوف پکڑنے کی جرأت کرتے دیکھا ہے؟ یاد رکھو کہ اس کا جواب نفی میں ہی دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ امر فطرت انسانی میں مرکوز ہے جس چیز کو یہ ضرر رساں یقین کرتا ہے اس کے نزدیک نہیں جاتا اور حتی الوسع اس سے بچتا رہتا ہے تو یہ غور کا مقام ہے کہ جب انسان خدا پر کامل یقین رکھتا کہ خدا نیکی سے خوش اور بدی سے ناراض ہوتا ہے اور سخت سے سخت سزا دینے پر قادر ہے اور سزا دیتا ہے۔ اور یہ کہ گناہ حقیقت میں ایک زہر ہے۔ اور

خدا کی نافرمانی

ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے اور اس کو آگ کے جلانے، پیاو زہر کے ہلاک کر دینے پر اور سانپ کے کاٹنے سے مر جانے پر ایسا ایمان ہے۔ اگر ایسا ہی ایمان خدا کی نافرمانی اور گناہ کرنے پر خطرناک عذاب اور ہلاکت و عذاب کا یقین ہو تو کیونکر گناہ سرزد ہو سکتا ہے اور کیونکر خدا کی نافرمانی کے انگارے کھائے جا سکتے ہیں۔ دیکھو انسان اپنے مربی، دوست اور آشنا اور کسی طاقتور با اختیار حاکم کے سامنے کسی بدی اور گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ اور گناہ کرتا ہے تو چھپ کر کرتا ہے۔ کسی کے سامنے نہیں کرتا تو پھر اگر اس کو خدا پر اتنا ایمان ہو کہ وہ غیب در غیب اور پوشیدہ در پوشیدہ انسانی اندرونہ اور وسوسوں کو بھی جانتا ہے اور یہ کوئی بدی خواہ کسی اندھیری سے اندھیری کوٹھڑی میں جا کر کیا جاوے اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور یہ کہ وہ انسان کا بڑا مربی۔ رب۔ محسن اور احکم الحاکمین ہے تو پھر انسان کیوں گناہ کی جگر سوز کی آگ میں پڑ سکتا ہے۔

بس ان باتوں پر غور کرنے سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ انسان کو خدا اور اس کے صفات اور افعال اور علیم وخبیر اور ہر بات سے واقف ہونے اور قادر مقتدر اور منتقم اور شدید البطش ہونے پر ایمان نہیں ہر بدی خدا کے صفات سے غافل ہونے کی وجہ سے آتی ہے۔

صفات الٰہی پر ایمان لانے کی کوشش کرو

انسان اگر خدا کے علیم خبیر اور احکم الحاکمین ہونے پر ہی ایمان لاوے۔ اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی غائب نہیں ہو سکتا تو پھر بدی کہاں اور کیسے ممکن ہے کہ سرزد ہو۔ غفلت کو چھوڑ دو کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑ ہے۔ ورنہ اگر غفلت اور خدا کے صفات سے بے علمی اور بے ایمانی نہیں تو کیا وجہ ہے کہ خدا کو قادر مقتدر اور احکم الحاکمین علیم، خبیر اور اخذ شدید والا مان کر اور یقین کر کے بھی اس سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ حالانکہ

اپنے معمولی دوستوں۔ آشناؤں حاکموں اور شرفاء کے سامنے جن کا نہ علم ایسا وسیع، اور نہ ان کی طاقت اور حکومت خدا کے برابر۔ ان کے سامنے بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے رکتا ہے، اور خدا سے لاپرواہ ہے۔ اور اس کے سامنے گناہ کئے جاتا ہے۔ اس کی اصل وجہ صرف ایمان کی کمی۔ اور صفات الٰہیہ سے غفلت اور بے علمی ہے۔

پس یقین جانو

کہ اللہ اور اس کے اسماء اور صفات پر ایمان لانے سے جملہ بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔ وہ انسان کی فطرت میں یہ بھی رکھا گیا ہے کہ انسان اپنی ہتک اور بے عزتی سے ڈرتا ہے۔ اور جن باتوں میں اسے اپنی بے عزتی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ان سے کنارہ کش ہو جاتا ہے بس غور کرنا چاہیئے کہ دنیا جس کا دائرہ بہت تنگ ہے، زیادہ سے زیادہ اپنے گھر میں یا محلے میں یا گاؤں یا شہر میں اگر بہت ہی مشہور اور بہت بڑا آدمی ہے تو ملک میں بدنام ہو سکتا ہے۔ مگر قیامت کے دن جہاں اولین و آخرین خدا کے کل انبیاء اولیاء صحابہ اور تابعین اور کل صالح اور متقی مسلمان بزرگ۔ باپ دادا اور پڑدادا وغیرہ اور ماں بہن بیوی بیٹے غرض کل اقرباء اور پھر وہ سب سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں۔ تو ذرا اس نظارے کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر اس ہتک اور بے عزتی کا خیال کرو۔ اور اس نظارے کو ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور پھر دیکھو تم سے کیا گناہ ہونا ممکن ہے۔ جب انسان ذرا سی بے عزتی اور محدود چند آدمیوں میں ہتک کے باعث ہونے والے کاموں سے پرہیز کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں میری ہتک نہ ہو جائے تو پھر حساب کے دن کا خیال اور یقین جس کا نام یوم الآخرۃ ہے تو کب اس سے بڑھ کر بدیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ پس یوم الآخرت پر ایمان لانا بھی بدیوں سے بچاتا ہے۔

تیسرا بڑا ذریعہ

نیکی کے حصول اور توفیق اور بدی سے بچنے کا ایمان بالملائکہ ہے۔ ہر نیکی کی تحریک ایک ملک کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس تحریک کو ان لینے سے اس ملک کو اس ماننے والے سے اُنس اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ یہ تعلق گہرا ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح سے وہ نیکی نزول تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ پس چاہیئے کہ انسان کے دل میں جب کوئی نیکی کی تحریک پیدا ہو۔ فوراً اس کو مان لے اور اس کے مطابق عملدرآمد کرے اور اس پر اچھی طرح سے کاربند ہو جاوے ورنہ اس موقعہ کو ہاتھ سے دے دیگا۔ تو پچھتانا بے سود ہوگا۔ بعض لوگ پچھتاتے کہ فلاں وقت اور موقع کیسا اچھا تھا یہ کام ہم نے کیوں اس وقت نہ کر لیا۔ پس نیکی کی تحریک کا موقع فرصت اور وقت مناسب اور نیک فال سمجھ کر فوراً مان لینا چاہیئے۔ اس طرح سے نیکی کی توفیق بڑھتی جاتی ہے اور انسان بدیوں سے دور ہو جاتا ہے۔

پھر اس بات کا اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی کامل رضامندی اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ صرف

کتب الٰہی اور انبیاء

ہیں۔ خدا کے مقدس رسولوں کی پاک تعلیم اور کتب الٰہیہ کی سچی پیروی کے سوا خدا کی رضامندی ممکن نہیں۔ خدا کی پہچان اور اس کی ذات صفات اور اسماء کا پتہ خدا کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے بغیر لگ ہی نہیں سکتا۔ خدا کے اوامر و نواہی اور عبادت و فرمانبرداری کے احکام معلوم کرنے کا ذریعہ کتب الٰہیہ ہی ہیں جو خدا کے پاک رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں۔

غرض انسان کے عقائد درست ہوں تو فروعات خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ اصل الاصول پر توجہ کرے۔ فروعات تو ضمنی امور ہیں اور اصول کے ماتحت غور کر کے دیکھو کہ جب انجمن جس کمیٹی اور سوسائٹی نے صرف فروعات میں کوشش کی ہے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ دیکھو اگر جڑ ہی خشک ہو تو پتوں کو پانی میں تر کرنے سے کیا فائدہ۔ جڑ سیراب ہونی چاہیئے۔ درخت اپنی تمام شاخوں، پتوں کے خود بخود سیراب و شاداب ہو جاوے گا۔ اور ہرا بھرا نظر آنے لگے گا ورنہ اگر جڑ تو قائم نہیں کر پتوں اور شاخوں کو خواہ پانی میں ڈبوئیں رکھو وہ ہرگز ہرگز ہری بھری نہ ہوں گی۔ بلکہ دن بدن خشک ہوتی جاویں گی

پس اے تم

عقائد کی طرف توجہ کرو

دیکھو امام صاحب کے دل میں جماعت کی خیر خواہی اور بہتری کے ہزاروں ہزار خیالات بھرے ہیں۔ وسائل یا سنٹر کے قریب کتب موجود ہیں۔ مگر سامنے جو بات پیش کی ہے وہ صرف ایک مختصر اور پرمعانی چھوٹی سی بات ہے کہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا حضرت امام علیہ السلام نے بھی اسی قرآنی اصول کو ہاتھ میں رکھ کر یہ مختصر سا فقرہ تمہارے سامنے رکھا ہے۔ اگر اصل قوی ہاتھ میں آجاوے تو فروعات خود بخود سنور جاتے ہیں۔ اور انسان ہر قسم کی نادانی اور جہالت گناہ اور بدکاری سے مضائقہ کرنے لگ جاتا ہے۔ ہر کام میں سوچے گا کہ آیا میں دین کو مقدم کر رہا ہوں یا دنیا کو۔ حکام کے سامنے مقدمات میں بڑے بڑے گھبرا دینے والے مصائب میں شادی میں۔ غم میں۔ رواج میں، خویش و اقارب میں دوستی میں دشمنی میں لین دین میں۔ غرض اپنے کُل کاموں میں دیکھنا پڑے گا کہ آیا میں دنیا کو دین پر مقدم تو نہیں کر رہا۔ تو اس طرح سے ہر بدی دور ہو جاوے گی۔ اور دین مقدم ہو جاوے گا۔ جو سراسر رشد اور سراپا نور ہے

ان مرسلوں کا قاعدہ ہوتا ہے

کہ بدی کے دُنیا میں پھیلنے کے وقت ان کے اندر خدا کی طرف سے ایک ہمت۔ استقلال توجہ دُعا۔ تقوی، سوز اور فیضان کے طلب کرنے کی کوشش اور تدبیر پیدا کر دی جاتی ہے اور مرض کے مناسب حال دوائی ان کو دی جاتی ہے آج کل دُنیا کے کالج۔ انجمنیں۔ سوسائیٹیاں کمیٹیاں۔ ایجنسیاں۔ کمپنیاں غرض جسے دیکھو اسی کے اغراض و مقاصد حصول دُنیا ہے۔ کسی طرح سے دنیوی ترقی ہو۔ کوئی راہ ایسی نکل آوے کہ دنیوی معراج نصیب ہو جاوے جسے دیکھو اسی دُنیا کی دُھن میں مصروف ہے طبیبوں کو دیکھو، فلاسفروں کو دیکھو۔ سب کی غرض و غایت یہی حصول دُنیا ہے۔ بڑے بڑے امتحانوں کی مشکل سے مشکل محنتیں اور کثیر سے کثیر اخراجات کیوں برداشت کئے جاتے ہیں۔ صرف اسی واسطے کہ کسی طرح سے دُنیا نصیب ہو جاوے۔

دیکھو اگر کسی کے چہرے پر ذرا سا نشان پھلبہری کا نمودار ہو جائے تو اس کے والدین خویش و اقارب یا دوستوں کو کیسے کیسے فکر لگ جاتے ہیں۔ علاج کے واسطے کہاں سے کہاں تک پہنچتے ہیں۔ کتنا روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ خرچ برداشت کرتے ہیں۔ وقت صرف کرتے ہیں۔ مشکل سے مشکل تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ مگر کیوں صرف اسی لئے۔ تا اس چند روزہ دنیوی زندگی میں تکلیف نہ ہو۔ لیکن اگر فکر نہیں اور بے فکری اور بے پروائی ہے۔ تو کس بات کی۔ صرف دین کی

نہیں خرچ کرتے تو کس کے۔ یہ دین کے لئے دین کے لئے مرتد ہو جاوے۔ نماز نہ پڑھے۔ خدا سے غافل نہ ہو۔ منکر ہو۔ اس کی پرواہ نہیں۔ چند روزہ زندگی کے واسطے تو اتنی ذکر ہے فکر نہیں تو کس کا؟ لازوال اور سایہ آبادی زندگی کا۔

پس

یہ زمانہ

بلحاظ اپنی پُرفتن حالت کے اس امر کا متقاضی تھا کہ کوئی مرد خدا ایسا آتا جو دین کو مقدم کرنے کا عہد لیتا۔ کیونکہ مرض کی یہ دوائی اور اس وقت کے مناسب حال یہ تعلیم۔

میں نے ایک شخص کو نصیحت کی

کہ تم قرآن شریف بھی پڑھا کرو۔ آخر وہ بھی خدا کی ایک چٹھی ہے تو جواب میں ملا یوں کہا کہ پھر کوئی نہایت اعلیٰ قسم کی عمدہ اور حریری شان کی شایان حمائل عطا کیجئے۔ جائے غور ہے۔ کہ آخر اپنے دیگر امور دنیوی کے واسطے بھی تو ہزاروں روپے خرچ کرتا تھا۔ اگر ایک یا دو روپے خرچ نہیں کر سکتا تھا کس کے لئے؟ دین کے لئے۔

غرض دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک اصل ہے جو حضرت امام نے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ کام میں کاج میں۔ سونے میں جاگنے میں کھانے میں پینے میں۔ لباس میں پوشاک میں گھر میں باہر میں۔ عادات میں۔ رسم و رواج میں شغل میں اور بیماری میں۔ شادی میں غم میں۔ لین میں دین میں۔ غرض اپنے کار و بار میں اس اصل کو نصب العین رکھو۔ اور جانچتے رہو کہ دنیا مقدم ہے یا کہ دین۔ پھر ولایت کا کونسا درجہ ہے جس کو تم حاصل نہیں کر سکتے

دیکھو تم جو اس وقت اس جگہ موجود ہو۔ عمروں میں مختلف ہو۔ بلحاظ قوم کے آپس میں بڑے بڑے اختلاف ہیں۔ رسم و رواج عادت تعلیم و تربیت۔ خیالات۔ امنگیں بالکل مختلف ہیں۔ عزت اور مرتبوں کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ پھر باوجود ان اختلافات کے گرمی ہے اور پھر قحط کی مصیبت ہے۔ ان سب مشکلات کے ہوتے ہوئے پھر ایک جگہ پر تم کیسے یکدم جمع ہو گئے ہو۔ ذرا اس پر غور تو کرو۔ اسی طرح سے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

اللہ تعالےٰ کی طرف جانے کے واسطے بھی اس طرح کوشش کرو۔ دُعا کرو کہ باوجود ہر قسم کے اختلاف کے وحدت کی روح پھونکی جاوے اور بغض کینے عداوتیں سب دور ہو کر باہمی محبت اور ملاپ پیدا ہو جاوے۔ تکلیف میں صبر اور استقلال نصیب ہو جاوے۔ سوائے آپس میں

اور خدا کی ذات پر۔ وہ رہو جاوے۔ مصائب اور شدائد میں خدا کے ساتھ صلح ہو جاوے۔ غرض دعاؤں سے کام لو اور وحدت کا نمونہ وحدت کے فیوض سے بھی مستفید ہو گے۔

وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ۔ دیکھو زبان کی زبان۔ یہاں کا لباس۔ یہاں کا کوئی منظر کوئی فضا۔ اس نواح کے لوگوں کے عادات یا رسم و رواج کچھ بھی ایسا دلچسپ جس سے لوگ اس طرح اس کے گرویدہ ہو کر اور دور سے اس وادی کی سمت آتے جیسے پروانے شمع پر۔ ہرگز نہیں بلکہ میرے خیال میں تو یہ بھی ایک

وادیٔ غیر ذی زرع

ہے۔ مکہ بھی وادی غیر ذی زرع میں زبان کا ملال تو تھا مگر یہاں تو وہ بھی نہیں۔ وہاں حقیقتاً یہ ایک خوبی ہے۔ یہاں یہ بھی تو نہیں صرف ایک آواز ہے۔ جو خدا کے ایک برگزیدہ انسان نے خدا سے نصرت اور تائید کے الہام پا کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی دلکش دل آویز اور سُریلی راگنی گائی۔ اور تم نے اس کو سُن کر قبول کیا۔ پس اسی طرح اپنی آخرت کے واسطے بھی زادِ راہ تیار کرنے میں سرتوڑ کوشش کرو۔ اور اس کے واسطے دعائیں اور ہاں دردمندانہ دعاؤں سے سامان مہیا ہوں گے۔ اور توفیق عطا کی جاوے گی۔

دیکھو قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جب کسی امام سے یا پیر و مرشد سے تعلق کرتا ہے تو سوچتا ہے کہ مجھے اس سے کیا فائدہ ہوا۔ اور اس کو کچھ نیکیا نفع ہو۔ سو اگر ان لوگوں کے ساتھ جو

خدا کی طرف سے مامور

ہو کر آتے ہیں۔ اگر اول ہی اول بڑے بڑے لوگ شامل ہو جاویں تو وہ جب غور کریں کہ اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچا تو معاً ان کے دلوں میں یہ خیال آ جاتا۔ یہ کہ ہمیں جو فائدہ ہوا سو ہوا مگر اس پر ہمارے بڑے بڑے احسان ہیں ہماری وجہ سے اس کو عزت ملی۔ ہمارے مالوں سے اس کے سارے کام نکلے۔ ہماری وجہ سے اس کو شہرت نصیب ہوئی۔ غرض اس طرح سے وہ سلسلہ پر اپنا احسان رکھتے ہیں۔ اس واسطے خدا جو کہ تمام مستقر رہتے اور رب العالمین ہے اس نے یہ قاعدہ بنا دیا ہے کہ ماموریں اور مرسلوں کے ساتھ ابتدا میں معمولی اور غریب لوگ ہوا کرتے ہیں۔ اور جتنے اکابر اور بڑے بڑے مدبر کہلانے والے ہوتے ہیں۔ وہ ان کے مقابل میں کھڑے کئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی سفلی کوششیں ان کے نابود کر دینے میں صرف کر لیں۔ اور اپنے سارے زوروں سے ان مرسلوں کی بیخ کنی کے منصوبے کریں۔ پھر ان کو ذلیل اور پست کر دیا جاتا ہے۔ اور خدا کے بندوں کی فتح اور نصرت ہوتی ہے اور وہی آخرکار کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ اسلئے ہوتا

ہے تاکوئی خدائی سلسلہ پر احسان نہ رکھے۔ بلکہ

خدا کی قدرت نمائی اور ذرّہ نوازی

کا ایک بیّن ثبوت ہو کہ ان مومن ضعفاء کے دلوں میں ایمانی ترقی ہو۔ اور ان کے دلوں میں خدا کے عطایا اسکی قدرتوں اور کرموں کے گن گانے کے جوش پیدا ہوں۔

پس تم اس خیال کو کبھی بھی دل میں جگہ نہ دو کہ اکابر اور بڑے بڑے مالدار اور رؤساء اور عظام تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ اگر تم ذلیل ہو تو تم سے پہلے بھی کئی گروہ تمہاری طرح کے ذلیل گزرے ہیں۔ مگر آخر کار کامیابی کا تمغہ ایسے مومن اور پاک اور مومن ذلیلوں کو ہی عطا کیا جایا کرتا ہے۔

دیکھو

موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون

کیسا زبردست اور جبروت والا بادشاہ تھا مگر خدا نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔ کس طرح سے ان کمزور لوگوں کو اپنے احسان سے امام اور بادشاہ بنا دیا۔ دیکھو یہ باتیں صرف کہنے ہی کی نہیں۔ بلکہ عمل کرنے ہی کی ہیں۔ کہ اقوال کہنے والے پر حسن ظن ہونا ضروری لازمی امر ہے اگر دل میں ہو کہ کہنے والا مرتد فاسق و فاجر ہے۔ منافق ہے تو پھر نصیحت سے فائدہ اٹھانا معلوم اور عمل کرنا ظاہر۔ بعض اوقات شیطان اس طرح سے بھی حملہ کرتا ہے اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیتا ہے کہ دل میں نصیحت کرنے والے کے متعلق بدظنی پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے واسطے بھی وہی ہتھیار ہے جس کا نام دعا ہے۔ دردمندول کی اور سچی تڑپ سے نکلی ہوئی دعا ہے۔

عقائد صحیحہ کے ساتھ

مال کا انفاق

بھی ضروری ہے۔ خیرات کرنا۔ قریبیوں۔ رشتہ داروں۔ یتیم بچوں کو دینا۔ مسکینوں اور مسافروں کو دینا۔ سوالیوں اور مظلوم کو آزاد کرنے میں خرچ کرنا۔ نماز باقاعدہ اخلاص اور ثواب کے ماتحت ادا کرنی۔ اور ایک مقررہ حصہ اپنے مال میں سے الگ کرنا جس کا نام زکوٰۃ ہے۔ رنج میں مصائب میں ہدایت میں ضرورت میں۔ غربت میں صبر اور استقلال سے قدم رکھنے والے ہی خدا کو پیارے ہیں۔ انہی کا نام خدا نے صادق رکھا ہے اور یہی متقی ہیں۔

ایک ہو جاؤ تا وحدت کا رنگ پیدا ہو جاوے یہاں آنیوالوں کے واسطے نہایت ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے ملیں ملاپ کریں۔ پتہ مقام دریافت کریں۔ نام ولدیت پوچھیں۔ اور آپس میں تعارف حاصل کریں۔

یہ بھی ایک راہ ہے وحدت کے پیدا ہونیکی

اور اگر کوئی کہے بلوچی ہیں کیا ہم تو ہیں پنجاب کے اور یہ ہیں ہندوستان کے اس سرے کے۔ ہم تو آپس ہی میں ملیں۔ اوروں سے کیا غرض و تعلیب تو یاد رہے نہیں سمجھتا کہ یہ امر وحدت کے متضاد ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ ہر ایک کو یہاں کے آنے والے کے نام و نشان سے خوبی واقفیت اور آگاہی ہو۔ اور ایک دوسرے کے حالات پوچھے جاویں۔ اسی طرح سے تعلق ہو جاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے آنیوالے وحدت چاہتے ہیں۔ اخوان کے معنے اور مفہوم بھی یہی ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے والے ہوں۔ تعارف کو بڑھانا چاہیئے۔

خدا تمہاری محنتوں۔ محبتوں۔ جانفشانیوں کو رحم سے دیکھے اور قبول کرے۔ اور آخر تک استقلال بخشے۔ یہاں تک کہ کوچ کا وقت آجاوے اور تم اپنے اقرار کے پورے پکے رہنے والے ہو۔ اور اللہ کی رضا کے حاصل کرنے والے اور مقدم کرنے والے بنو۔ آمین

علم

بات کا موقع تو کم ہے۔ آپ لوگوں کے آج یہاں پر آجانے کا تو ہمیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اللہ ہی نے یہ ایک موقع نکال دیا ہے۔ اور یہ اس کی خاص حکمت ہے۔ ذو دغات کے جھگڑوں کو پسند نہیں کرتا۔ مجھے ایک بات آپ سے کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ سننے والے اس وقت میرے سامنے کچھ بچے ہیں۔ کچھ جوان۔ کچھ ادھیڑ ہیں۔ اور کچھ بوڑھے ہیں سب کو یہ بات سناتا ہوں کہ میرا بھی تجربہ ہے اور محبت اور بھلائی کی خاطر اور بہتری کی امید سے میں نے مناسب سمجھا کہ سنا دوں۔

یاد رکھو کہ

ابتدا کی عادات

لڑکپن اور جوانی کی بد عادتیں ایسی طبیعت ثانی بن جاتی ہیں کہ آخر ان کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے پس ابتدا ہی دعا کی عادت ڈالو اور اس ہتھیار سے کام لو کہ کوئی بد عادت بچپن میں نہ پڑ جاوے بڑے بوڑھے اپنی اولاد کے واسطے دعائیں کریں۔ اور لڑکے اور جوان اپنے واسطے آپ کریں کہ ابتدا میں عادات نیک ان کو نصیب ہوں۔

دیکھو جھوٹ بولنا۔ چوری کرنا۔ بدنظری کرنا بیجا ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرنا غرض کل بد عادتیں ان سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اور

دعا سے کام لینا چاہیئے

جوں جوں عمر پختہ ہوتی جاتی ہے توں توں بد عادات وہ بھی راسخ ہوتی جاتی ہیں بعض اوقات دل میں ایک شیطانی وسوسہ آجاتا ہے کہ بلوغت جاں اور اتنی نیکیاں ہیں ایک بدی بھی سہی۔ خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ اس کے فریب میں مت آنا۔ اور ابتدا ہی سے ان بدیوں کے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش اور سر توڑ سعی کرتے رہنا چاہیئے اور ان باتوں کے واسطے عمدہ نسخہ علاج دعا۔ استغفار۔ لاحول اور الحمد للہ شریف کا پڑھنا اور صحبت صالحین ہے۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء)

اُذکروا موتاکم بالخیر

محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری مرحوم

از محترم جناب ایس۔ ایم شہاب احمد صاحب کینیڈا

دُنیائے احمدیت کو خادم احمدیت محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری سابق ناظر تعلیم و تربیت قادیان کی وفات کی اطلاع مل چکی ہوگی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خاکسار ذیل کی سطور میں فرمان نبویؐ اذکروا موتاکم بالخیر کی تعمیل کرتے ہوئے محترم حکیم صاحب مرحوم کا کچھ ذکر خیر کرتا ہے۔ محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیر (صوبہ بہار) کے رہنے والے تھے اور اس علاقہ کے اولین احمدیوں میں سے تھے مرحوم نے بمقام ٹیرہ ۱۹۵۹ء میں خاکسار کو بتایا جاتا تھا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بذریعہ خط بیعت کر لی تھی ابھی قادیان شریف جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ مشیت ایزدی کے تحت مسیح پاک کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نہ کر سکنے کا برابر قلق رہا

حضرت حکیم صاحب پیشہ کے لحاظ سے تو حکیم تھے۔ لیکن ساتھ ہی آپ ایک جید مذہبی عالم بھی تھے۔ آپ کی تقریر اور تحریر سے آپ کے گہرے علم کا پتہ بآسانی چل جاتا ہے آپ کے وطن مونگھیر میں برسوں احمدیت کی بڑی زبردست مخالفت ہوئی اور ہر قسم کے اعتراضات احمدیت پر ہوئے حکیم صاحب مرحوم نے معاندین صداقت کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور ٹھوس دلائل سے مخالفین کو ساکت ولاجواب کر دیا۔ برسوں اس علاقہ میں آپ ہی جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے رہے مخالفین کے رد میں آپ کے پیش کردہ جوابات اتنے مدلل ہوتے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ان کی تعریف فرمائی۔

مونگھیر میں ایک مولانا نابینا مولوی محمد فضل صاحب ہوا کرتے تھے۔ صوبہ بہار میں احمدیت کے مخالفین میں مولوی صاحب موصوف کا نمبر سب سے اول ہے ان مولوی صاحب کو جب بھی معترضین سے سابقہ پڑا اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں تب وہ اپنا کوئی آدمی محترم حکیم خلیل احمد صاحب مرحوم کے پاس اچھا معد کے لئے بھیج دیتے۔ الغرض حکیم صاحب مرحوم کا علم اتنا ٹھوس تھا کہ معاندین احمدیت بھی اسکے معترف تھے۔ مذہبی علم کے علاوہ آپکی اردو بھی نہایت شستہ تھی۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ مونگھیر میں احمدیت کی خدمت کرنیکے علاوہ آپ خانقاہ ممکانہ اور مدراس وغیرہ میں بھی بطور مبلغ کام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ قادیان میں برسوں ناظر تعلیم و تربیت کا اہم عہدہ بھی بخوبی نبھاتے رہے۔

حکیم صاحب کی زندگی اور آپ کی خدمات پر تفصیلی مضمون تو وہی لکھ سکتا ہے جو اس کا اہل ہو تاہم اس جگہ آپ کے ایک انتہائی اہم خواب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ یہ بھی بمقام ٹیرہ ۱۹۵۹ء کا ذکر ہے کہ حکیم صاحب نے فرمایا کہ جن دنوں حضرت خلیفہ اول رضا اپنی آخری بیماری میں مبتلا تھے۔ حکیم صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت خلیفہ اول رض کا انتقال ہو گیا اور انکی جگہ مسیح پاک کے جلیل القدر صحابی حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رض خلیفہ منتخب ہوئے۔ چند دنوں بعد خلیفہ اولؓ کا انتقال ہوا اور ان کے جانشین کے انتخاب کا اہم سوال جماعت کے سامنے آیا۔ الٰہی تصرف کے تحت جماعت مومنین نے مصلح موعود کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور ان سے بیعت کی حضرت محمود رض کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ بیعت کے وقت جو عہد بولا جاتا ہے وہ بھی انہیں معلوم نہ تھا جب صورت بیعت کے الفاظ ہر طرف سے گونجنے لگے تو ہمارے پیارے امام نے فرمایا کہ مجھے تو عہد بیعت بھی معلوم نہیں اسوقت مولانا سید سرور شاہ صاحب رض نے فرمایا کہ انہیں عہد بیعت کے الفاظ یاد ہیں چنانچہ بیعت اس طرح لی گئی کہ پہلے مولوی صاحب موصوف نے عہد بیعت پڑھا۔ پھر خلیفہ وقت اسے دہرایا۔ اسکے بعد بقیہ احباب جماعت نے۔ الغرض حکیم خلیل احمد صاحب نے خلیفہ اولؓ کے انتقال اور حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب رض کے عہد بیعت کے متعلق جو خواب

ذوالقرنین کون ہے؟

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف

ذوالقرنین کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ذوالقرنین سائرس (خورس) شاہ فارس ہے۔ بعض نے خسرو نوشیرواں کو قرار دیا ہے اور بعض نے سکندر رومی کو ذوالقرنین بتایا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غلط قرار دے کر اپنی تحقیق یہ بتائی ہے کہ قرآن کریم میں جس ذوالقرنین کا ذکر آیا ہے اس سے مراد سائرس ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تحقیق کر کے اس کی تائید کی ہے۔ حضور نے بارہا درسوں میں اس کا ذکر فرمایا اور بدلائل اس کو ثابت کیا۔ اب دوسرے لوگ بھی اس طرف آ رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کی تحقیق ہی صحیح ثابت ہو رہی ہے۔ اس وقت ہم رسالہ ڈائجسٹ نیو دہلی کے تازہ شمارہ میں سے محمد عارف الرحمن خاں صاحب کا نوٹ ذوالقرنین کے بارے میں دیتے ہیں۔ اس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ خورس یعنی سائرس ہی ذوالقرنین ہے نہ کہ سکندر رومی یا خسرو یا نوشیرواں یا کیقباد یا دارائے اول۔ اس کے لئے جو دلائل انہوں نے دیئے ہیں وہ وہی ہیں۔ جو حضرت خلیفہ اول اور حضرت خلیفہ ثانی رضی نے پیش فرمائے ہیں۔ خان صاحب کا نوٹ مندرجہ ذیل ہے۔

ذوالقرنین کون تھا؟

سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ نے سیمیت کے عروج و زوال پر روشنی ڈالتے ہوئے ذوالقرنین کا ذکر کیا ہے۔ ذوالقرنین کون تھا؟ اس کے متعلق ہر زمانہ میں قیاس آرائیاں ہوتی رہی ہیں۔ بعض اسے ابن جریر، امام رازی، طبری اور جوزیفس کے بیانات کی روشنی میں سکندر رومی سمجھتے رہے اور بعض نے خسرو، نوشیرواں، کیقباد یا دارائے اول کو ذوالقرنین قرار دیا تاہم جدید تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ ذوالقرنین در اصل سائرس (خورس) شاہ فارس کا لقب تھا۔ ذوالقرنین کی تعیین کے لئے ہمیں ان علامتوں پر غور کرنا چاہیئے جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ سورہ کہف کی آیات ۷۹ تا ۹۵ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ (۱) ذوالقرنین صاحب الہام و کشف تھا (۲) وہ اپنے علاقہ سے جانب غرب مختلف ممالک کو فتح کرتا ہوا ایک سیاہ چشمے پر پہنچا جہاں یوں معلوم ہوتا تھا گویا سورج ڈوب رہا ہے (۳) اس کے بعد وہ مشرق کی طرف متوجہ ہوا اور بہت سے ممالک فتح کئے (۴) پھر وہ ایک ایسے علاقہ میں آیا جہاں یاجوج ماجوج حملے کر رہے تھے۔ وہاں اس نے لوہے اور تانبے کو پگھلا کر ایک مضبوط دیوار بنائی۔ اب سکندر رومی کے حالات پر غور کیجئے۔ تو معلوم ہوگا کہ وحی الٰہی کی بشارت حاصل کرنا تو کجا وہ ہستی باری تعالیٰ کا بھی قائل نہ تھا۔ چنانچہ دائرۃ المعارف لبستانی (صفحہ ۲۴۵) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (صفحہ ۴۸۴) سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر رومی نہ صرف مشرک اور ملحد تھا۔ بلکہ خدائی دعویٰ بھی کرتا تھا۔ مشہور مورخ حافظ عماد الدین ابن کثیر، حافظ ابن حجر اور امام رازی بھی اس تحقیق سے متفق ہیں۔ دوسرے سکندر رومی اپنی فتوحات کے سلسلے میں مغرب کی طرف مقدونیا سے آگے نہ بڑھ سکا حالانکہ قرآن عزیز کے بیان کے مطابق ذوالقرنین کو مغرب کے آخری حصے تک پہنچنا چاہیئے تھا تیسرے وہ دیوار جو "سد سکندری" کے نام سے مشہور ہے۔ سکندر اعظم کے زمانہ میں تیار نہیں ہوئی۔ بلکہ ہرکولیس اور جوزیفس نے یہ دیوار سکندر اعظم سے دو سو برس پہلے اس جگہ دیکھی تھی ان حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ سکندر رومی کو ذوالقرنین قرار دینا حد درجہ نادانی اور حماقت ہے۔ اگر ہم خورس سائرس کے سوانح حیات کو پیش نظر رکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ ان تمام خصوصیات کا حامل ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ بائیبل میں سائرس کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بلکہ مسیح قرار دیا گیا ہے (یسعیاہ باب ۴۵ آیت ۱ تا ۴) قرآن مجید میں بھی قلنا یا ذا القرنین آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خورس کو صاحب الہام کے مقام پر فائز کیا تھا۔ اس بادشاہ کی بزرگی و نیکی (دینداری) کی تفصیلات (مورخوں کے لئے تاریخ عالم)

HISTORIONS HISTORY OF THE WORLD

کے صفحہ ۹۶ تا صفحہ ۶ پر درج ہیں۔ قلت گنجائش کے باعث یہاں ان کا اعادہ ناممکن ہے۔ پھر خورس کے متعلق تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب میں اس نے بابل، نینوا اور بحیرہ مارمورا کے ساحلی علاقوں کو فتح کیا اور بحیرہ ایجین تک جا پہنچا۔ نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل میں بے شمار چھوٹی چھوٹی کھاڑیاں ہیں جو بحیرہ ایجین کے ساحل سے گہری سیاہ نظر آتی ہیں۔ اور ساحل پر کھڑے ہونے والے کو سورج انہی میں ڈوبتا نظر آتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں کھڑے ہو کر ذوالقرنین قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کا مصداق بنا۔ حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ۔ مغربی علاقوں کی فتح کے بعد ذوالقرنین مشرق کی طرف متوجہ ہوا اور افغانستان بخارا اور سمرقند کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

(HISTORIONS HISTORY OF THE WORLD صفحہ ۹۳)

چوتھی علامت یہ ہے کہ ذوالقرنین نے ایک دیوار (سد) بنائی۔ چنانچہ تاریخی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شمالی علاقوں اور [illegible] کی قومیں (یاجوج ماجوج) فارس پر اکثر حملہ آور ہوتی رہتی تھیں۔ جن سے بچنے کے لئے خورس نے ایک دیوار تعمیر کرائی۔"

(ڈائجسٹ نئی دہلی جلد ۳ صفحہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء)

اس جگہ ایک ضروری امر یہ بھی قابل ذکر ہے کہ قرآن کریم کا دستور ہے کہ وہ پرانے تاریخی واقعات کو علاوہ دیگر اغراض کے بطور پیشگوئی بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم نے ذوالقرنین کے ذکر میں یہ پیشگوئی کر رکھی ہے کہ آئندہ بھی ایک ذوالقرنین پیدا ہوگا چنانچہ اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں موجودہ وقت کا ذوالقرنین ہوں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اِنّما مثل المسیح الموعود کمثل ذی القرنین۔ والیہ اشار القرآن یا اولی العالمین فکفاکم ھٰذا المثل ان کنتم تعقلون۔ وانی انا الاحوذی کذی القرنین۔ وجئت لی الارضون کلھا بتزویج النفوس فکملت امر سیاحتی وما برحت موضع ھاتین الذی میں ولا سیاحۃ فی الاسلام ولا تشد الرحال۔ من غیر الحرمین فرزق لی السیحان بعض المطارق من رب الکونین والخدمت فی تصاحی تجلی مدنادین۔ قوم ضحکت علیھم الشمس ونفخت وجوھھم نار۔ اُوار فحرقوا بخفی حسنین و قوم اٰخرون زھو برھین حمائۃ لفقد العین ذالک مثل الذین یقولون انا نحن مسلمون۔ ولھم حظ من شمس الاسلام یحرقون ابدانھم من غیر نفعھم ویلھون ومثل الذین ما بقی عندھم من ضوء الشمس التوحید واتخذوا شیئی الٰھا واستبدلوا المیت بالذی ھو حیّ۔ ویظنون انھم الیہ یتموجون ھذان مثلان لقوم جعلوا انفسھم کعباد یدبا ما نفعھم ضوء الشمس من غیر ان تلفح وجوھھم حرّھا فھم یھلکون۔ ومثل لقوم فرحوا من ضوءھا فذھبوا وھم یتیھون۔ وانی ادرکت القرنین من القرون الھجریۃ وکذالک من سنی عیسیٰ ومن کل سنۃ بھا یحاسبون فلذالک سمّیت ذا القرنین فی کتاب اللّٰہ۔ ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یتدبرون۔"

(علامات المقربین صفحہ ۱۱۶-۱۱۷)

ترجمہ:۔ مسیح موعود کی حالت ذوالقرنین کی سی ہے اور اسی طرف قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ عقلمندوں کو اس پر تدبر کرنا چاہیئے اور یہ مثل تمہارے لئے کافی ہے بشرطیکہ تم اس پر غور و فکر کرو۔ اور میں یقیناً ذوالقرنین کی طرح ایک بااثر انسان ہوں کیونکہ میرے لئے سب ملک جمع کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ سب انسان متحد کئے جانے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اس طرح میں نے اپنے سفر و سیاحت کو پایۂ تکمیل تک پہنچا لیا ہے حالانکہ میں نے اپنی جگہ سے نقل مکانی نہیں کی۔ یاد رہے کہ اسلام میں سیاحت اور سواریوں کی تیاری نہیں سوائے زمین شریفین کے سفر کے پس میرے لئے دونوں سیاحتیں اسی طرح میسر آ گئی ہیں اور یہ محض رب العلمین کا احسان ہے۔ میں نے اپنے سفر و سیاحت میں دو مستعد قوموں کو پایا ہے۔ ایک قوم تو وہ ہے جس پر سورج کی شدید گرمی کا اثر ہے اور آگ کی لپٹیں و شعلے ان کے چہروں کو جھلس رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ حسنین کی طرح نامراد ہیں دوسری قوم وہ ہے جو شمس سے دور رکھنے کی وجہ سے برباد ہو رہی ہے۔ پہلی قوم وہ ہے جو اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں ان کے پاس اسلام کا روشن سورج موجود ہے مگر وہ اپنے بدنوں کو جلا رہے ہیں اور اس سے کوئی نفع حاصل نہیں کر رہے ان کے مقابل میں جن لوگوں کے پاس توحید کا سورج نہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو اپنا معبود بنا لیا اور زندہ خدا کی بجائے مردہ خدا کو اختیار کر لیا ہے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اس مردہ خدا کے محتاج ہیں۔ یہ دو مثالیں اس قوم کی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو گھوڑوں کی طرح بنا لیا ہے ان کو سورج کی روشنی نے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا سوائے اس کے کہ سورج کی گرمی و تپش نے ان کے چہروں کو جھلس دیا ہے۔ اور اس طرح وہ ہلاک ہو رہے ہیں اور یہ حالت اس قوم کی ہے جو سورج کی روشنی سے بھاگ گئے ہیں اور اس طرح وہ دور ہو گئے ہیں اور گم ہو رہے ہیں یقیناً میں نے ہجری سالوں کا اور عیسوی سالوں کا دو صدیوں و قرنوں کو پایا ہے بلکہ جملہ سنین جاریہ سے دو صدیوں کو حاصل کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مجھے قرآن مجید میں ذوالقرنین قرار دیا گیا ہے۔ غور و تدبر کرنے والوں کیلئے اس میں بڑا زبردست نشان ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا دعویٰ جہاں مسیح موعود کا ہے وہاں آپ علیہ السلام کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ قرآنی پیشگوئی و بشارت کے مصداق ہونے کی وجہ سے ذوالقرنین بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے وہ کام لے رہا ہے جو ذوالقرنین سے لیا گیا تھا۔ اسمیں دنیا کیلئے عظیم بشارت ہے اور خدا تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے وہ کام لے رہا ہے اور آپ کو ملکوں و قوموں کے اتحاد و اخوت کا ذریعہ بن رہا ہے پس مبارک ہے وہ جو اس

وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ

تقریر محترم مولینا ابوالعطاءُ صاحب فاضل برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء

جماعت احمدیہ کے ۶۹ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر کے پہلے اجلاس میں محترم جناب مولینا ابوالعطاء صاحب فاضل نے جو تقریر مندرجہ بالا موضوع پر فرمائی اس کا مکمل متن افادہ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ
الا وحیًا او من وراء حجاب او
یرسل رسولا فیوحی باذنہ
مایشاء انہ علی حکیم و
کذالک اوحینا الیک روحًا
من امرنا ماکنت تدری
ماالکتاب ولا الایمان و
لکن جعلناہ نورًا نھدی
بہ من نشاء من عبادنا
وانک لتھدی الی صراط
مستقیم
(الشوری ع ۵)

گو ہر دحی خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اک یہی دیں کے لئے ہے جائے عز و افتخار
یہ وہ گل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشک تتار
یہ وہ ہے مفتاح ہے جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں روئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار
ہے یہی وحی خدا عرفان مولی کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اس کو ملے وہ دستِ دلبر
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اسلامی نظریہ کا ماخذ و منبع

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعہ دین کو کامل کر دیا فرمایا:۔

الیوم اکملت لکم دینکم و
اتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا
(المائدہ ع ۱)

کہ میں نے آج تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے۔ اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے ہمیشہ کے واسطے پسند کر لیا ہے قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر و
انا لہ لحافظون (الحجر ع ۱)

کہ ہم نے ہی قرآن مجید کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تیسری جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا ہے۔ و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی وھدی ورحمۃ وبشری للمسلمین (النحل ع ۱۲)

کہ یہ کتاب انسانوں کی سب ضرورتوں کا وضاحت سے بیان کرنے والی ہے۔ ایک اور جگہ قرآن پاک کو دیگر تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی قائم رہنے والی صداقتوں کا جامع قرار دیا۔ فرمایا فیھا کتب قیمۃ (البینۃ ع ۱) کہ ان قرآنی صحیفوں میں قائم رہنے والی سب تعلیمات موجود ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید کو کتب سابقہ کا مصدق اور مہیمن ٹھہرایا گیا ہے اسے قولٌ فصلٌ کہا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں الذی لاینسخ جو کبھی منسوخ نہ ہوگا (المفردات)

غرض قرآن مجید ایک قطعی اور یقینی کلام الٰہی ہے۔ کامل شریعت ہے۔ ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہے اس میں تمام دینی ضرورتوں کا حل موجود ہے۔ پس اسلام اور اس کے جملہ نظریات کا منبع اور ماخذ قرآن مجید ہی ہے دامت مسلمہ کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا قطعی اور یقینی کلام ہے جو حدیث یا قول یا تعلیم قرآن مجید کے مخالف ہے۔ وہ غلط اور ناقابل قبول ہے دشمنان اور مستشرقین کا بھی اس پر اجماع ہے۔ کہ موجودہ قرآن مجید حرف بحرف بعینہ وحی ہے۔ جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کے سامنے پیش کیا اور مسلمانوں کو دیا اس میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں مشہور مستشرق سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں لکھتا ہے۔

"There is otherwise every securety internal and external that we possess a text same as that which Mohammad himself gave forth and used"
(Life of Mohammad Sir William Muir. Page 561)

آج کی تقریر کا عنوان "وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ" مقرر ہے۔ اس سلسلہ میں جامع، بنیادی اور واضح ہدایت ہمیں قرآن مجید سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ وہی اسلامی نظریات کا سرچشمہ ہے۔ اسی کے ذریعہ دین اسلام کو مکمل کیا گیا ہے۔ پس موجودہ علماء یا عام لوگوں کے خیالات خواہ کچھ ہوں مادی علوم کا رجحان خواہ کسی طرف ہو مگر سچے مسلمان کے نظر میں قرآن مجید کا بیان فرمودہ نظریہ ہی درست ہوگا اور اسی پر ہمارے ایمان کی اساس و بنیاد ہونی چاہیئے۔

وحی والہام کے سلسلہ میں بارہ سوال

اس موضوع پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سامنے بارہ سوال ایسے ہیں کہ ان کے پورے طور پر حل ہونے سے ہی "وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ" واضح طور پر ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ وہ سوالات یہ ہیں!

(۱) وحی والہام کیا چیز ہیں ان کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیا ہے؟

(۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کن طریقوں سے کلام کرتا ہے؟

۳۔ کیا وحی والہام انفرادی میں بھی ہوتے ہیں

۴۔ وحی الہام کا آغاز کب ہوا ہے؟

۵۔ کیا وحی والہام کسی ایک قوم یا چند اقوام کے ساتھ مخصوص ہے۔؟

۶۔ کیا وحی والہام کسی ایک خطۂ زمین یا چند علاقوں میں محدود ہے۔؟

۷۔ کیا وحی والہام کسی ایک زبان یا چند زبانوں سے مخصوص ہے؟

۸۔ سابقہ وحیوں کے مقابلہ پر قرآنی وحی کی امتیازی شان کیا ہے؟

۹۔ وحی والہام کے فوائد و ثمرات کیا ہیں؟

۱۰۔ کیا قرآن مجید کے بعد کسی قسم کی وحی کا دروازہ کھلا ہے؟

۱۱۔ کیا گذشتہ ۱۳ صدیوں میں تا محمدیہ میں کسی بزرگ نے وحی والہام کا دعویٰ کیا ہے؟

۱۲۔ قرآن پاک کی ظلیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی اور اس کا مقام

وحی والہام کی لغوی تحقیق

لغت کی رو سے وحی والہام دو علیحدہ علیحدہ لفظ ہیں وحی کے متعدد معنی ہیں کتب لغت میں لکھا ہے۔

(وحی یحی وحیًا) الی فلان اشارہ الیہ۔ ارسل الیہ رسولا سرًا او کلمہ بما یخفیہ عن غیرہ — اللہ فی قلبہ کذا: الھمہ ایاہ — الکتاب: کتبہ۔ الذبیحۃ: ذبحھا بسرعۃ (وحی) اسرع

(اوحی ایحاءً) الی فلان: اشار واومأ۔ کلمہ بکلام یخفیہ عن غیرہ — بعثہ — اللہ الیہ بکذا الھمہ بہ: (الوحی) المکتوب والرسالۃ کل ما القیتہ الی غیرک لیعلمہ ثم غلب فیما یلقیہ اللہ الی انبیائہ

(المنجد اور اقرب الموارد)

گویا کہ وحی کے لغوی معنے۔ ۱۔ اشارہ کرنا ۲۔ پیغامبر بھیجنا ۳۔ مخفی بات کرنا ۴۔ دوسروں سے پوشیدہ بات کرنا ۵۔ الہام الٰہی ۶۔ تحریر کرنا۔ ۷۔ جلدی کرنا کے ہیں۔

اہل لغت کا یہ بھی قول ہے۔

ویقال للکلمۃ الالٰھیۃ التی تلقی الی انبیائہ واولیائہ وحی (المفردات)

کہ غالب طور پر از روئے لغت لفظ وحی کا اطلاق اس کلام الٰہی پر ہوتا ہے۔ جو نبیوں اور ولیوں پر نازل ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتب لغات کے مختلف حوالہ جات درج کرنے کے بعد بطور خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی کے معنے کسی کام پر مقرر کرنا ۲۔ دل میں بات ڈالنا ۳۔ اشارے سے بات سمجھانا ۴۔ کسی پیغامبر کی معرفت پیغام بھیجنا ۵۔ لکھنا ۶۔ دوسرے سے چھپا کر بات کرنا ۷۔ حکم دینا کے ہیں۔ (تفسیر کبیر سورۃ الزلزال صفحہ ۴۱۸-۴۱۹)

لفظ الہام کے لغوی معنے کسی چیز کو یکدم نگل جانے یا پی جانے کے ہیں۔ لھم الشیٔ ابتلعہ بمرۃ — الماء جرعہ — الہم الشیٔ: ابلعہ ایاہ — لفظ الہام اللہ تعالیٰ کے ...

ہے۔ اس کے معنے وحی اور کلام نازل کرنے کے ہوتے ہیں۔ الہمہ اللّٰہ خیرًا: اوحی الیہ لہٖ ولقنہ ووفقہ لہ (المنجد) کہ الہام کے معنے وحی کرنے، تلقین کرنے اور توفیق دینے کے ہیں ــــ منتھی الارب میں لکھا ہے کہ اوحی اللّٰہ کے معنی ہیں خدا تعالیٰ نے اس کی طرف فرشتہ بھیجا اور اس پر الہام کیا۔ لسان العرب والے کہتے ہیں کہ وضع کے لحاظ سے وحی کا لفظ عام تھا مگر۔ ثم قصر الوحی للالہام ہوتے ہوتے وحی کے معنے الہام کے ہو گئے (لسان العرب جلد ۲ ص۲۵۸)

تاج العروس میں ابو اسحاق لغوی کا قول ہے۔ کہ وحی کے اصل معنے مخفی طور پر کسی بات کے بتانے کے ہیں۔ اسی وجہ سے الہام بھی وحی کو کہتے ہیں۔

تاج العروس جلد دس ص۲۸۵

صاحب النہایۃ کہتے ہیں۔ کہ الہام کے معنی یہ ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کسی کے دل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی تحریک کرے اور یہ اقسام وحی میں سے ایک قسم ہے۔ (نہایۃ ابن الاثیر جلد ۴ ص۲۷۶)

اس مختصر لغوی تحقیق سے واضح ہے کہ وحی اور الہام بالعموم اللّٰہ تعالیٰ کے کلام کا نام ہے۔ اسے وحی اور الہام اس لئے قرار دیا گیا کہ یہ انسان کے دل پر نازل ہوتا ہے۔ جلدی اور جلال کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔ دوسرے لوگوں کو اس کا پتہ نہیں ہوتا

وحی والہام کی اصطلاحی تعریف

امت محمدیہ میں وحی اور الہام کی اصطلاح میں بعض لوگوں نے فرق کیا ہے۔ وہ نبیوں پر اترنے والے کلام کو وحی قرار دیتے ہیں اور غیر نبیوں پر اترنے والے کلام الٰہی کو الہام کے نام سے موسوم کرتے ہیں مگر قرآن مجید سے یہ فرق ثابت نہیں ــــ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید لکھتے ہیں۔

"الہام وحی ہے جو انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہے اور اس کو وحی کہتے ہیں اور اگر ان کے بغیر کسی اور سے ثابت ہے تو اسے تحدیث کہتے ہیں اور کہیں کتاب اللّٰہ میں مطلق الہام کو وحی کہا گیا ہے۔ خواہ انبیاء سے ثابت ہو خواہ اولیاء سے"

(منصب امامت اردو ترجمہ ص۲۰)

قرون وسطی میں مسلمان صوفیا نے انبیاء پر اترنے والی وحی کے اعزاز کے پیش نظر عام استعمال میں یہ فرق کیا ہے کہ نبیوں کے علاوہ دوسروں پر اترنے والی وحی کو وہ الہام کہتے تھے۔ لیکن امت کی اکثریت نے قرآنی استعمال کو ترجیح دیتے ہوئے وحی اور الہام کو مترادف قرار دیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام الحکم العدل تحریر فرماتے ہیں

"سواد اعظم علماء کا الہام کو وحی کے مترادف قرار دینے میں متفق ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو استعمال کیا ہے"

(براہین احمدیہ طبع اول ص۲۲۶ حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللّٰہ عنہ نے وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

"الہام اور وحی دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ان میں کسی قسم کا فرق نہیں یہ صرف صوفیاء کی اصطلاح تھی۔ کہ انہوں نے اس کلام کو جو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل ہوتا تھا۔ الہام کہنا شروع کر دیا تاکہ لوگ کسی فتنہ میں نہ پڑیں ورنہ الہام الہام اور وحی میں کوئی فرق نہیں"

(تفسیر کبیر سورۃ الزلزال ص۴۲)

پس قرآنی اصطلاح کے مطابق وحی کا لفظ عام ہے۔ نبیوں پر اترنے والے کلام الٰہی کو بھی وحی قرار دیا جائے گا۔ اور اولیاء اور صلحاء پر اترنے والے کلام الٰہی کو بھی وحی کہا جائے گا۔ قرآن مجید میں ستر دفعہ لفظ وحی استعمال ہوا ہے۔ جہاں جہاں بھی انسانوں کے لئے اس کا اطلاق ہوا ہے۔ اس میں عمومیت ہے۔ یعنی نبیوں کے لئے بھی لفظ وحی بولا گیا ہے۔ اور اولیاء صلحاء مثلاً حواریوں اور ام موسیٰ کے لئے۔ بھی لفظ وحی کا اطلاق ہوا ہے۔ الہام اپنی لغوی وسعت کے ماتحت وحی کا مترادف ہے۔ استعمال میں دونوں ہم معنی ہوتے ہیں۔ اور یہی صحیح استعمال ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ کے کلام کرنے کے طریقے

وحی اور الہام کی لغوی اور اصطلاحی تعریف سے واضح ہو گیا ہے کہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کے کلام کا نام ہے۔ اس اظہار کا نام ہے جو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے پر ہوتا ہے۔ اب ہمارے سامنے دوسرا سوال آتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کن طریقوں سے اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے؟ سو یاد رہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر اس سوال کا جواب دے دیا ہے فرماتا ہے کہ :-

وما کان لبشر ان یکلمہ اللّٰہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم

(الشوریٰ ع ۵)

کہ انسان اللّٰہ تعالیٰ سے تین طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل کر سکتا ہے

اوّل :- براہ راست وحی کے ذریعہ دوم :- براہ راست مگر لفظوں کے بجائے پس پردہ طور پر مثلاً کشفی نظارہ یا خواب کے ذریعہ سوم :- بالواسطہ وحی کے ذریعہ کہ اللّٰہ تعالیٰ کا فرستادہ فرشتہ اس کے اذن سے وحی کرے۔

قرآن مجید میں کلام الٰہی کے ان ہر سہ طریقوں کی تفصیل اور عملی تطبیق بھی مذکور ہے۔ متعدد مقامات میں رؤیا اور منامات کا تذکرہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعض خوابیں بھی بیان ہوئی ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کی خوابوں کا بھی تذکرہ ہوا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے علم غیب کی خبریں اور ظاہر ہونے والی حقیقتوں کو کس طرح پردوں میں "من وراء حجاب" کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ پھر وحی الٰہی کی ہر دو قسموں براہ راست اور بالواسطہ کا تذکرہ بھی مختلف آیات کریمہ میں کیا گیا ہے یہ اقسام وحی بھی نبیوں اور اولیاء کو حاصل ہوتے رہے ہیں۔ قرآن مجید نے بڑی صراحت سے اور واضح لفظوں میں ذکر فرمایا ہے۔

غرض اللّٰہ تعالیٰ کے اپنے بندوں سے کلام کرنے کے تینوں طریقوں کا بھی بڑی تفصیل سے قرآن مجید میں تذکرہ موجود ہے۔ اس وحی کے آگے بہت سی شکلیں ہیں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللّٰہ عنہ نے تفسیر کبیر سورۃ الزلزال میں تئیس صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ تاہم بنیادی اور اصولی طریقے مکالمہ الٰہیہ کے یہی تین ہیں جنہیں سورۃ الشوریٰ میں اللّٰہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے۔

الہام کی پانچ کیفیات

ظاہر ہے کہ وحی والہام ایک مخفی کیفیت ہے۔ اسے اصلی درجہ کے صاحب تجربہ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "کیف یاتیک الوحی" کہ آپ کے پاس وحی آنے کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا گھنٹی کے مسلسل بجنے کی آواز ہوتی ہے۔ گاہے فرشتہ متمثل ہو کر کلام الٰہی سناتا ہے۔

(صحیح البخاری)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عام الہام کے بارے میں مندرجہ ذیل پانچ صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

صورت اوّل :- الہام کی منجملہ ان کئی صورتوں کے جن پر خدا نے مجھے اطلاع دی ہے یہ ہے کہ جب خداوند تعالیٰ کوئی امر غیبی اپنے بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھ تھوڑی غنودگی کی حالت میں جاری کر دیتا ہے۔ اور جو کلمات سختی اور گرانی سے جاری ہوتے ہیں وہ ایسی پرشدت اور عنیف طریقے پر زبان سے وارد ہوتے ہیں جیسے گڑے یعنی اولے یکبارگی ایک سخت زمین پر گرتے ہیں۔ یا جیسے تیز اور پرزور رفتار میں گھوڑے کا سم زمین پر پڑتا ہے۔ اس الہام میں ایک عجیب سرعت اور شدت اور ہیبت ہوتی ہے"

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص۲۲۲-۲۲۴)

"صورت دوم :- الہام کی جس کا میں کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہوں یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو یکدفعہ ایک بے ہوشی اور ربودگی اس پر طاری کر دیتا ہے۔ جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے۔ اور ایسا اس بے خودی اور ربودگی اور بے ہوشی میں ڈوبتا ہے۔ جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے۔ اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے۔ غرض جب بندہ اس حالت ربودگی سے جو غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے۔ باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے۔ تو ناگہاں اس کو اپنے اندر سے ایک موزوں اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے"

(براہین احمدیہ ص۲۲۶ حاشیہ در حاشیہ)

"صورت سوم الہام کی یہ ہے کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القاء ہوتا ہے۔ یعنی ایک مرتبہ دل میں کوئی کلمہ گذر جاتا ہے جس میں وہ عجائبات بتمام و کمال نہیں ہوتے۔ کہ دوسری صورت میں بیان کئے گئے ہیں۔ بلکہ اس میں ربودگی اور غنودگی شرط نہیں بسا اوقات عین بیداری میں ہو جاتا ہے اور اس میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دل میں پھونک دیا ہے یا پھینک دیا ہے۔ انسان کسی قدر بیدار کا ہیں ایک استغراق اور محویت کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور کبھی بالکل بیدار ہوتا ہے کہ یکدفعہ دیکھتا ہے کہ ایک نووارد کلام اس کے سینہ میں داخل ہے۔ یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معًا وہ کلام دل میں داخل ہوتے ہی اپنی پرزور روشنی ظاہر کرتا ہے۔ اور انسان متنبہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے القاء ہے"

(براہین احمدیہ ص۲۲۷ حاشیہ در حاشیہ)

(باقی)

بائیبل کے نئے تراجم پر ایک نظر

تحریف و الحاق کی بعض مثالیں

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب ۱۲/۱۵ رستم پارک نواں کوٹ لاہور

(قسط ۲)

تورات اور تجلی فاران

قرآن حکیم نے یہ بتایا ہے کہ نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تورات و انجیل میں روشن بشارات موجود ہیں۔ دو حوالے بالخصوص دیئے گئے۔ ایک مثیل موسیٰ کی پیشگوئی کا حوالہ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی مِثۡلِهٖ فَاٰمَنَ (۴۶: ۱۱) کے الفاظ اور دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ ...... ذٰلِکَ مَثَلُهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ کے پرشوکت اعلانِ حق کی صورت میں۔

خیبر کے یہودیوں کے نام نبوی میں آیت مندرجہ بالا کو پیش کرکے یہود کو تورات مقدس کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلائی گئی۔

موجودہ تورات میں مثیل موسیٰ کی پیشگوئی موجود ہے گو متن میں تغیر و تبدل کی وجہ سے بشارت کا صحیح مفہوم چھپانے کی سعی کی گئی۔ ایک گذشتہ مضمون میں یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ کی عملی مثالیں پیش کر چکے ہیں۔

دوسری بشارات ملفوظہ تورات میں موجود نہیں ہاں تحریف و الحاق کے پردوں کو اگر ہٹا دیا جائے تو بشارت ابھر کر سامنے آجاتی ہے اس پیشگوئی کا ترمیم شدہ ترجمہ درج ذیل ہے

خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے طلوع ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے۔ اس کے داہنے ہاتھ امت کے اشدّ (یعنی اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ) جمع ہیں۔ ہاں وہ رباہم محبت کرنے والا گروہ ہے (رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ) وہ تیرے قدموں کے نزدیک سجدہ کرتے ہیں۔ (رُکَّعًا سُجَّدًا)

یہ بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے آغاز میں ہے۔

(استثناء ۳۳: ۱ تا ۳)

اس بشارت کو پردۂ تحریف میں چھپانے کی کوشش کی گئی۔ اوّل تو مضارع کے صیغوں کو ماضی میں بدل دیا گیا بعض الفاظ کو توڑا گیا واحد کو جمع بنایا گیا۔ اس بشارت کے آخر میں ایک فقرہ بڑھایا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ یہ بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل پر چسپاں ہوتی ہے۔

سنہ ۱۹۷۰ء میں بائیبل کا ایک نیا ترجمہ نیو انگلش بائیبل کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں بھی پوری کوشش اس امر کی کی گئی کہ اس بشارت کو پیشگوئی کا رنگ دینے کی بجائے اسے قصۂ ماضی بنا دیا جائے۔

نیو انگلش بائیبل کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ اس نے خود کو کوہ فاران سے ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ہزاروں ہزار مقدسین تھے۔ جو کہ اس کے داہنے ہاتھ مرے ساتھ ساتھ رواں دواں تھے...... وہ اس کے قدموں میں بیٹھتے اور اس کی ہدایات حاصل کرتے ہیں۔ اس شریعت کی صورت میں جو موسیٰ نے ہمیں عطا کی۔"

(استثناء ۳۳: ۲-۳)

اس ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں پیشگوئی کا ذکر نہیں بلکہ قصۂ ماضی کا اعادہ ہے بالخصوص آخری فقرے نے واضح کر دیا کہ شریعت موسوی تک یہ وصیت محدود ہے۔

آج علمائے بائیبل نے ثابت کیا ہے کہ آخری فقرہ الحاقی ہے، ڈھملو کی تفسیر بائیبل میں یہی لکھا ہے۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن کے حاشیہ پر تسلیم کیا گیا کہ یہ فقرہ بطور تشریح کسی نے حاشیہ پر لکھا تھا بعد ازاں متن میں داخل ہو گیا۔ مختلف نسخوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہاں بعض صیغے مضارع کے ہیں ماضی کے نہیں۔

پھر آنے والے عظیم الشان پیغمبر کے متعلق تورات کی بشارات کو انبیائے بنی اسرائیل نے بھی برابر دہرایا ہے۔ اس ذخیرے سے متن اور مفہوم کی تعیین میں بہت مدد ملتی ہے۔ یوں اہل کتاب نے متن میں جو تبدیلیاں کی ہیں، وہ بھی بے نقاب ہو جاتی ہیں۔ مثلاً موجودہ تورات میں ہے۔

"وہ فاران سے جلوہ گر ہوا"

حقوق نبی کے صحیفہ میں یہ بشارت ان الفاظ دہرائی گئی۔

"خداوند جنوب سے اور قدوس کوہِ فاران سے آتا ہے (یا آئے گا)

صاف ظاہر ہے کہ مضارع کے صیغہ کو تورات میں ماضی کی صورت دے دی گئی۔

اسی طرح

"وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا"

ترجمہ غلط ہے تورات کے بہترین نسخوں میں یہاں مضارع کا صیغہ ہے۔ صحیح ترجمہ ہے۔

"وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آتا ہے"۔

اسی طرح دوسری صدی قبل مسیح کے "صحیفہ حنوک" میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا" کی بجائے "آتا ہے" درج ہے

موجودہ تورات کے متن میں دس ہزار کا لفظ جمع ہے معنے ہے "دسیوں ہزار یعنی ہزار ہا ہزار۔ یہی بشارت حضرت سلیمان علیہ السلام نے دہرائی ہے اس میں دس ہزار جمع نہیں مفرد ہے۔ عبرانی میں ر ب ب ۃ کے معنے دس ہزار ہیں۔ اور ر ب ب ث کے معنے بہت سے دس ہزار۔ گویا حرف ۃ کو بیک جنبش قلم ث میں بدل دیا گیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بشارت کو جن الفاظ میں دہرایا ہے اس میں ربابوث نہیں بلکہ رباباہ ہے۔ غزل سلیمان کے الفاظ ہیں:۔

"وہ دس ہزار (رَ بَ بَ ہ) میں نمونہ کمال ہے... ہاں وہ سراپا محمدیم ہے"

(غزل الغزلات ۵)

یہاں دس ہزار کا لفظ مفرد ہے۔ عبرانی میں ہ اور ث میں معمولی فرق ہے۔ قرین قیاس ہے کہ ہ کو ث میں بدل دیا گیا۔ اور نئے اعراب لگا کر لفظ دس ہزار کو لاکھوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اب بشارت کا یہ فقرہ قابل غور ہے

"اس کے داہنے ہاتھ امت کے اشدۃ جمع ہیں"

بیشتر نسخوں میں اشدۃ کو توڑ کر دو لفظ اش۔ داۃ بنا دیا گیا۔ معنی ہو گئے آتشی شریعت یہ نشانی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بدرجہ اولیٰ چسپاں ہوتی ہے۔ دراصل اس جگہ دو قرینیں ہیں۔ چنانچہ ایسے نسخے بھی موجود ہیں جن میں یہ لفظ مرکب کی بجائے مفرد ہے یعنی اشدہ رۃ کی صورت میں ملتا ہے اشدرہ کے معنی بالکل وہی ہیں جو کہ اشداء کے ہیں۔

صحابہ نبی موعودؐ کی یہی نشانی حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی بیان کی زبور داؤد میں صحابہ کو

خیلث

کہا گیا۔ خیل کے معنے زور آور، نبرد آزما لوگوں کے ہیں دوسری نشانی "طل" کے لفظ میں بتائی گئی۔ یعنی وہ قطرات شبنم کی طرح ہیں (زبور ۱۱۰: ۳) گویا اشدّآءُ اور رُحَمَآءُ کے متبادل خیل اور طل ہیں۔

بشارات تورات کے آخر میں جو فقرہ بڑھایا گیا وہ علماء بائیبل کے نزدیک الحاقی ثابت ہو چکا ہے اس فقرہ میں یہ تاثر دیا گیا کہ یہ [illegible] شریعت موسوی تک محدود ہے۔ اس میں کوئی پیشگوئی نہیں ہے۔

یہ تبدیلیاں کیوں کی گئیں محض اس لئے کہ بشارت کے الفاظ بنی اسرائیل کے منازل سفر پر چسپاں ہو سکیں۔

تغیر و تبدل [illegible] یوں کئے گئے کہ

۱۔ اول مضارع کے صیغوں کو ماضی [illegible] بدلا گیا۔

۲۔ تورات میں لکھا ہے کہ خروج مصر کے وقت بنی اسرائیل رَبَ بُ ۃ (رِبابوۃ) نہ تھے گنتی [illegible] یعنی ہزار ہا ہزار [illegible] رب ب ۃ (رباباہ) بنائی گئی تھی یعنی دس ہزار حرف ۃ کو ث میں [illegible] اور نئے اعراب تجویز کئے گئے۔ یوں رب ب ۃ (ربابوۃ) بن گیا اور معنے ہو گئے دسیوں ہزار گویہ معنے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتے ہیں۔ فتح مکہ کے وقت جہاں دس ہزار قدوسی تھے۔ وہاں حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار جان نثار تھے۔

۳۔ بشارت تورات میں صحابہ کو اشدرۃ کہا گیا۔ بنی اسرائیل نے خروج مصر کے بعد منازل سفر میں کمال درجہ بزدلی اور کم ہمتی کا ثبوت دیا۔ اور ارض کنعان میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ لہذا اس علامت کو [illegible] پر انحصار کیا گیا جن کے متن میں اش + داۃ لکھا تھا

کیونکہ اشاعت کی وہ قرأتیں مروج تھیں

۴۔ بشارت کے آخر میں ایک فقرہ بڑھایا گیا کہ وصیت موسوی محض نزول تورات تک محدود ہے [illegible] ان تبدیلیوں کے باوجود بشارت [illegible] بنی اسرائیل پر چسپاں نہ ہو سکے۔

تورات میں لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل دشت فاران میں پہنچے تو انہوں نے ارض کنعان میں داخل ہونے سے صاف انکار کر دیا [illegible] ناراضگی کے موجب بنے (گنتی ۱۴۔۲) وہ اشدرۃ نہیں تھے بلکہ کمال درجہ کے بزدل ثابت ہوئے۔ انصاف شرط ہے کہ اس افسوسناک واقعہ کے بعد بھی کیا اللہ کی وصیت [illegible] الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے:

"خدائے یہوہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا [illegible] ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر کے اشدرۃ جمع تھے"

بنی اسرائیل کی غداری [illegible] اور پر شوکت اللہ [illegible] کوئی نسبت [illegible]

[illegible] چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اس تضاد سے بچنے کے لئے اہل کتاب [illegible]

[illegible] ہزار ہا ہزار قدوسیوں سے مراد [illegible] نہیں بلکہ فرشتے ہیں جن کی معیت میں شریعت کا نزول [illegible]

[illegible]

[illegible] آئے پھر ذکر [illegible] اس کے [illegible]

اُمت کے اشندہ جمع ہیں۔ یہاں فرشتے مراد نہیں ہو سکتے۔

سی۔ ڈی گینس برگ کی مرتبہ تورات میں اشندرۃ کو توڑ کر دو لفظ اش دت نہیں بنایا گیا۔ بلکہ اسے اشدرۃ ہی رکھا ہے۔ حاشیہ پر نوٹ ہے کہ تورات کے نسخوں میں اختلاف ہے کسی میں اشدت درج ہے کسی میں اشدرۃ۔

Pentateuchus by
C. D. GINSBURG.
P. 313

اسی طرح کی دوسری تبدیلی اس بشارت میں کی گئی ہے جس میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم جلیل "محمد" وارد ہوا ہے۔ میری مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کے غزل الغزلات سے ہے۔ اس صحیفہ میں لکھا ہے:۔

"تیرے محبوب کو کسی دوسرے محبوب پر کیا فضیلت ہے؟

تیرے محبوب کو کسی دوسرے پر کیا فوقیت ہے؟"

اس سوال کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔

میرا محبوب سرخ و سفید ہے وہ دس ہزار میں ممتاز ہے رعنائی میں نمونۂ کمال ہے،

اسی طرح کے محامد بیان کرنے کے بعد آخری فقرہ ہے

اس کا منہ ازبس شیریں ہے ہاں وہ سراپا محمدیم ہے۔ اے یروشلم کے بیٹو! یہ ہے میرا محبوب۔ یہ ہے میرا پیارا۔

(غزل الغزلات ۵: ۹ تا ۱۶)

یہاں عبرانی میں ذرّۃ محمدیم کے الفاظ ہیں یعنی وہ سراپا محمد ہے اس کا اردو ترجمہ سراپا عشق انگیز کیا گیا ہے۔

انگریزی کے کنگ جیمس ورشن میں ہے۔

He is altogether lovely

۱۹۵۲ء کے ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں ترجمہ یہ الفاظ ہے:۔

He is altogether desirable

یعنی ترجمے میں altogether desirable محمد کے الفاظ میں ترجمہ کیا گیا۔

لیکن ۱۹۷۰ء کی نیو انگلش بائیبل میں ترجمہ یکسر بدل دیا گیا ہے موجودہ ترجموں سے

His whispers are sweetness itself wholly desirable

اس کی سرگوشیاں بجائے خود حلاوت اور سراپا اشتیاق انگیز ہیں۔

گویا محمدیم محبوب سلیمان کا نام نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کے بول مٹھاس بھرے اور سراپا اشتیاق ہیں۔ حالانکہ اس غزل کا نکتہ مرکزی محبوب سلیمان کا نام ہی غزل کے شروع میں ہے "تیرا نام عطر ریختہ ہے" (۱:۳) عبرانی میں عطر کو شمس کہتے ہیں۔ اور نام کو شم گویا محبوب سلیمان شمس دا سم جلیل) شمعون میں بنا ہوا ہے اس تلازمہ کی خوبصورتی ملاحظہ ہو۔ بشارت محمدیم کی یہ تبدیلی اس لحاظ سے بھی بڑی گہری ہے جس کا ایک روایت میں ذکر ہے۔

ہمارے ہاں ایک روایت میں مذکور ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کچھ یہودی اس پیشگوئی کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے اسلام لانے کی وجہ یہی پیشگوئی قرار دی۔ اس پر ان لوگوں کے سامنے دوسرے یہودی علماء کو بلا کر پیشگوئی کے الفاظ پڑھنے کو کہا گیا تو یہودی علماء کبھی انگلی سے محمدیم کو چھپا لیتے کبھی کو اور لفظ بنا کر پڑھ دیتے تھے[1]۔ یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ اس روایت کی ثقاہت کہاں تک ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ عصر حاضر کے علماء بائیبل نے ان یہودیوں کے بھی کان کتر دیئے ہیں جنہوں نے اخفاء حق سے کام لیا تھا۔ عبرانی متن بہت واضح ہے۔

دی کل محمدیم
وہ سراپا محمد ہے

محمدیم میں یم شان و عظمت کا ہے۔ جیسے الوہ عبرانی میں اللہ کے لئے مستعمل ہے اظہار شان کے لئے اسے الوہیم کہتے ہیں۔ بشارت کا مفہوم یہ ہے کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنے والا محبوب، سارے محبوبوں پر فائق اور ان کے لئے نمونہ کمال ہے۔ کیونکہ وہ سراپا محمد ہے۔ شان و عظمت کا مالک محمد۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یاد رکھنا یہ ہے میرا محبوب ہاں بھول نہ جانا یہ ہے میرا جانی۔

خیبر کے یہودیوں کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

"تم مجھ کو یہ بتلاؤ کہ تم اپنی کتاب میں لکھا ہوا پاتے یا نہیں کہ محمد پر ایمان لاؤ۔ پس اگر تم لکھا ہوا نہیں پاتے ہو تو تم پر کچھ زبردستی نہیں ہے گمراہی سے ہدایت ظاہر ہو چکی ہے اور میں تم کو خدا اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔"

(اتار یخ ابن ہشام ۱)

انہی بشارات کی وجہ سے یہود میں محمد نام بعثت نبوی سے پہلے متعارف تھا۔ اہل کتاب سے متاثر ہو کر اپنے بچوں کا نام بطور تفاؤل محمد رکھنے کہ مبادا آنے والا عظیم الشان پیغمبر انہی کی نسل میں سے ہو۔"

(تفسیر کبیر "الفیل" صفحہ ۱۵۴)

اب نصاریٰ کے ترجمہ تبدیل کر کے کتمان حق کا ثبوت دیا ہے۔ اس قسم کی تبدیلیوں کی وجہ یہ لوگ بتلاتے ہیں۔ مشہور امریکی مجلہ "ٹائم" کا تبصرہ نگار رقمطراز ہے کہ ہر وہ شخص جو عصر حاضر میں بائیبل کا حوالہ دینا چاہے۔ اُسے یہ مشورہ دیا جانا چاہیئے کہ حوالہ والی آیت کو کم از کم دو دفعہ چیک کرے کیونکہ آج کل بائیبل کو جدید ... کرنے کے جوش میں جو ایڈیشن چھپ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں آیت اپنا مفہوم بدل چکی ہو یا نکال دی گئی ہو۔ (ٹائم ۱۰/۴۲ ۱۹)

یہاں یہ امر مد نظر رہے کہ آنے والے عظیم الشان پیغمبر کے صحابہ کو دس ہزار قدوسی کہا گیا یہ ایک خصوصی علامت ہے جسے انبیاء دہراتے رہے۔ فتح مکہ کے وقت پورے دس ہزار صحابہ آنحضرت صلعم کی معیت میں تھے۔ تورات میں ہے۔

"وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا" (استثنا ۳۳: ۲)

یشوع بن سیراخ میں ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت داؤد کے لئے فتح مبین کے موقع پر دس ہزار کا نعرہ لگایا۔

(۴۷: ۶ یشوع بن سیراخ کیتھولک بائیبل ۱۹۵۸ء)

حضرت سلیمانؑ کے غزل الغزلات میں ہے

"تم اسے دس ہزار میں پہچان لو گے"

(ترجمہ ناکس،[2] ... بائیبل از ناکس)

حبقوق نبی کے صحیفہ میں ہے

"ایک مقدس انسان کوہ فاران سے جلوہ گر ہوتا" (۳: ۲)

صحیفہ حنوک میں ہے

میں نے کشف میں دیکھا کہ خداوند دس ہزار مقربین کے ساتھ آتا ہے۔ (یہودا ۱ از ۱۴)

وید میں ہے

"مامسح رشی کے ساتھ دس ہزار گائیاں ہوں گی۔"

(رگ وید منڈل ۵ سوکت ۲۷ منتر ۳)

حرف آخر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"عرب لوگ محمد نام نہیں رکھتے تھے۔ مگر جب آنے والے موعود کے متعلق نام کا چرچا شروع ہوا تو انہوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھنا شروع کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بائیبل کی پیشگوئیوں سے یہ سمجھا گیا تھا کہ نبی عرب محمدؐ نامی ہو گا۔ پس قریب زمانہ نبوی میں جب عربوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ آنے والا آ رہا ہے تو انہوں نے تفاؤل کے طور پر اپنے بچوں کے نام محمدؐ رکھنے شروع کر دیئے اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت یہ عام احساس پیدا ہو رہا تھا۔ کہ نبی عربی کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ (تفسیر کبیر سورۃ الفیل صفحہ ۱۴۷)

[1] میثاق النبیین از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی صفحہ ۲۲۱

[2] عیسائی بائیبل ڈائجسٹ میں ہے تم دس ہزار میں اسے پہچان لو گے۔ ترجمہ ناکس

۲۰ر تبلیغ (فروری)۔۔۔ یوم مصلح موعود

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۰ر (فروری) تبلیغ ۱۳۵۰ ہش مطابق ۲۰ر فروری ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ یوم مصلح موعود کی بابرکت تقریب ہے۔ جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے کہ تاریخ احمدیت میں اس پیشگوئی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان زندہ نشان ہے جو دُنیا کو دکھایا گیا۔

اس لئے احباب جماعت کو خدا تعالیٰ کے اس عظیم نشان اور معجزہ کی خوب اشاعت کرنی چاہیئے اور دنیا کو بتایا جائے کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔

لہذا احباب جماعت اور مبلغین کرام سے استدعا ہے کہ یوم مصلح موعود کی پیشگوئی کے جملہ پہلوؤں پر سیر کن روشنی ڈالی جائے اور اس تقریب کے شایان شان جلسے کئے جائیں اور غیر از جماعت دوستوں کو خاص طور پر مدعو کیا جائے تا وہ خدا تعالیٰ کے زندہ نشان سے مستفیض ہوں۔

جلسوں کے اختتام پر اپنی اپنی کارگذاری سے نظارت ہذا کو بھی مطلع فرمائیں تا ہم بھی ہو کر ... فیضیاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منقولات

عیدِ اضحیٰ۔ ملّت کا سرمایۂ حیات

عید اضحیٰ کے موقع پر ہر سال مسلم اخبارات کو حضرت ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی یاد دلائی جاتی ہے۔ اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ساری ملّت کو پکارا جاتا ہے۔ مگر بہت کم لوگ ہیں جو اس قربانی سے سبق لیتے ہیں اور کم سے کم ہیں جو اُن کے نقشِ پاکو اپنے لئے نمونہ بناتے ہیں۔ خدا کی رحمتیں ہوں ان مقدس اور خدا رسیدہ پیغمبروں پر جو اپنی اپنی قوم کو اور اس کے ذریعہ پوری انسانیت کو زندگی کا پیغام دے گئے۔ اور اُن پر نجات کی راہیں کھولیں۔ لیکن لبیک کہنے والوں کی ہر جگہ قلت رہی۔ اور ان کے پیغام اور عمل کو وہ حیثیت حاصل نہ ہو سکی جس کا وہ مستحق تھا۔ اسلام میں مسلمانوں کی روحانی مسرت کے لئے صرف دو تہوار مقرر کئے گئے ہیں۔ تیسرا کوئی تہوار نہیں۔ ایک عید الفطر کا جشن، دوسرے عید اضحیٰ کی تقریب، ایک نزولِ قرآن کی یادگار ہے۔ دوسرا ایثار و قربانی اور مجاہدہ نفس کی پکار ہے۔ خدا کو نہ کسی مسرت کی ضرورت ہے اور نہ کسی قربانی کی۔ یہ سارے مجاہدے انسانیت کی تکمیل کے لئے ہیں۔ قربانی سے خدا کی کوئی غرض وابستہ نہیں۔ خود اس کا ارشاد ہے کہ گوشت اور لہو بارگاہِ الٰہی میں باریاب نہیں ہوتا۔ وہ تو لطیف اور خبیر ہے۔ یہ مادی اشیاء مادی دنیا کے لئے ہیں۔ البتہ جانوروں کی قربانی سے انسان کے اندر قربانی اور ایثار، پرہیز گاری اور پاکیزگی کا جو جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے روح میں جو جلا آتی ہے اسے جناب احدیت میں باریاب ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اور وہاں اس کی روح کی پذیرائی ہوتی ہے۔ جو قربانی اور مجاہدہ کی بھٹی میں تپ کر اپنے آپ کو کندن بنا لیتی ہے۔

اگر قربانی خلوص اور للّٰہیت سے خالی ہو۔ اور اس کا مقصد نمائش اور دکھاوا ہو تو وہ قربانی نہیں محض گوشت پوست ہے جس سے انسان اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔ قربانی میں نمائش اور اسراف دونوں قربانی کی روح کو فنا کر دیتے ہیں۔ اگر پڑوس یا محلہ میں یا شہر میں وہ لوگ موجود ہوں جو نانِ جویں تک کے محتاج ہیں، جو مقروض ہیں، جو ناداری کی وجہ سے مکان کا کرایہ تک ادا نہیں کر سکتے اور نہ اپنے بچوں کو دینی یا دنیاوی تعلیم دلا سکتے ہیں۔ اور پھر کوئی مسلمان دو دو ہزار روپے کا بکرا خرید کر قربانی کرے تو وہ اسراف اور نمائش کا مرتکب ہوگا۔ جو لوگ دولت مند ہیں اور وہ اس جذبہ کے ساتھ کئی ہزار روپے کے بکروں کی قربانی دیتے ہیں کہ کہیں اُن کا حریف آگے نہ بڑھ جائے، دوسروں کو نیچا دکھانا اور وہ بھی قربانی جیسے مقدس عمل کے ذریعہ ایک ایسی معصیت ہے جسے نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق سمجھنا چاہیئے۔

اگر کوئی قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا اور گھریلو حالات اس کی اجازت نہیں دیتے اور وہ قرض کر کے یا کسی اور طریقے سے اس لئے قربانی کرتا ہے کہ رشتہ دار اسے طعنہ دیں گے۔ یا پڑوسیوں کے سامنے اس کی نظر نیچی ہوگی وہ اپنے اُوپر ظلم کرتا ہے۔ اس کی قربانی فی سبیل اللہ نہ ہوگی۔ فی سبیل النفس ہوگی اور وہ قربانی نہیں کرے گا صرف گوشت کھا کر پیٹ بھرے گا۔ اسراف کی شکل یہ بھی ہے کہ اتنی قربانی کی جائے کہ گوشت ضائع ہوتا رہے۔ اور بکروں کی رانیں گلیوں میں پڑی نظر آئیں۔ اسلام نے ہر معاملہ میں اعتدال کو خلوص کو اہمیت دی ہے۔ اعتدال سے ہر عمل میں توازن پیدا ہوتا ہے۔ اور خلوص ہر عبادت کا مغز ہے۔ ان دونوں کے فقدان سے اس نظام کی روح فنا ہو جاتی ہے، جسے اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔

بعض لوگوں کو نفس قربانی ہی قابلِ اعتراض ہے، اسلام کو نکو بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس پر بے زبان جانوروں کے خون بہانے کا الزام لگایا جائے، وہ بے گناہ انسانوں کا خون بہتا اور زندہ انسانوں کو نذرِ آتش کرنے کا تماشہ دیکھتے ہیں، مگر وہ اس پر متأسف نہیں ہوتے، مگر قربانی کے مسئلہ پر وہ یکایک چونک اُٹھتے اور جانوروں کے ساتھ ہمدردی کرنے لگتے ہیں۔ مگر انسان کی قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید تاریخ بتاتی ہے کہ جانوروں کو غذا کے طور پر استعمال کرنے سے کوئی بھی زمانہ خالی نہیں رہا ہے۔ قدرت نے ایسا نظام قائم کیا ہے کہ انسان کے لئے جانوروں کو غذا بنانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ قدرت نے حلال اور غیر مضر جانوروں کو انسانی غذا کے لئے بنایا ہے۔ سائنس نے پروٹین (اجزائے لحمیہ) کی افادیت پر بڑا زور دیا ہے اور اسے صحت کا بہت بڑا ذریعہ بتایا ہے۔

خود انسان کے دانت شہادت دیں گے کہ وہ سبزی اور گوشت دونوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ جو جانور سبزی خور ہیں اُن کے شکم بڑے رکھے گئے ہیں۔ اور جو صرف گوشت خور ہیں اُن کے شکم بہت ہلکے اور چھوٹے بنائے گئے ہیں۔ انسان کا شکم درمیانی درجہ کا بنایا گیا ہے۔ جو گوشت اور سبزی دونوں کو ہضم کرتا ہے۔ مگر اسلام نے قربانی کی جو روایت قائم کی ہے وہ باطنی قربانی کا مظہر ہے۔ مادی قربانی، روح کو قربانی اور ایثار کا سبق دیتی ہے۔ یعنی انسان اپنی تمام خواہشات اور جذبات کو حق کی راہ میں قربان کر دے۔ انسانی خدمت بھی قربانی چاہتی ہے۔ جب تک انسان اپنے ذاتی مفاد کو قربان کر کے انسان کے لئے نفع بخشی اور خدمت کا سامان نہ کرے وہ کبھی اجر کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ ہم نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس کارنامہ پر کچھ نہیں لکھا ہے، جو قربانی کی شکل ... ہوتا چلا آ رہا ہے۔ عام مسلمان جانتے ہیں کہ قربانی کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ اور یہ ... ہے۔ اور اسلام میں اس کو کس طرح ... حاصل ہوئی۔ واعظین اور امام جو حضرت ... ذبیح اللہ کے واقعات سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے اس کے اصلاحی پہلو پر ... نظر ڈالی ہے تاکہ مسلمان صرف قربانی کے ہی ہو کر نہ رہ جائیں۔ بلکہ اس کے بنیادی تقاضوں کو بھی پورا کریں۔ اور اسراف و نمائش سے اپنا دامن بچائے رکھیں۔

دعا ہے کہ ربِ اکبر یہ تقریبِ سعید ملّت کے حق میں خیر و برکت کا باعث بنائے اور وہ اس کے صدقہ میں خیر محض بن کر انسانیت کے لئے سرمایۂ رحمت بن جائیں۔ ہم اس مبارک تقریب پر ملت کے ہر فرد کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

(منقول از روزنامہ الجمعیۃ دہلی عید اضحیٰ نمبر مورخہ ۶ر فروری ۱۹۷۱ء)

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

اس لئے آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ تینوں مقدس ہستیوں کے پاک نمونہ کو ہر آن پیشِ نظر رکھیں۔

خطبہ ثانیہ میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عید الاضحیہ کے سلسلہ میں ایک روح پرور برقی پیغام سُنایا اور ساتھ ہی حضور انور کی طرف سے جملہ درویشان قادیان اور احباب ہندوستان کے نام پُر شفقت السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اور عید مبارک کا تحفہ پہنچایا۔ اسی طرح کا ایک تار حضرت ناظر صاحب خدمت درویشان کی طرف سے بھی اسی مضمون کا موصول ہوا تھا۔ اسے بھی احباب کو سُنایا۔ اور دعا کی درخواست کی۔

خطبہ کے بعد حضرت امیر صاحب نے سب حاضرین سمیت اجتماعی دعا کی۔ خواتین نے بھی پردہ کی رعایت سے نمازِ عید ادا کی۔ اور خطبہ بھی سُنا۔ بعد اختتام نماز عید و خطبہ احباب نے ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر عید مبارک کہی اور خوش خوشی گھر لوٹے۔

عید کی قربانیاں نماز عید کے بعد مسنون طریق پر عید کی قربانیاں کی گئیں۔ چنانچہ اجتماعی قربانیاں ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ تین روز لوکل انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام کی جا کر اُن کا گوشت تمام احبابِ جماعت کو اور باہر سے آنے والے دوستوں میں تقسیم کیا جاتا رہا۔ ساتھ ہی مقامی غیر مسلم فقراء میں بھی ایک حصہ بانٹا گیا۔ عید کے تینوں روز مقامی احباب کی طرف سے ... جانور اور بیرونی احباب کی طرف سے پچاس جانوروں کی قربانیاں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین ٭

وِلادت باسعادت

محترم مکرم حضرت سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ کے چھوٹے صاحبزادے برادرم مکرم شریف احمد صاحب بانی کو بتاریخ ۱۲ر جنوری اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عُمر عطا فرمائے۔ اور عزیز کو زندگی کے ہر دَور میں دین کا خادم اور والدین کا فرمانبردار بنائے اور سب خاندان اور جماعت کا نام روشن کرنے والا ہو۔ آمین۔

مورخہ ۴-۲-۷۱ کو حضرت امیر صاحب مقامی قادیان نے حضرت سیٹھ صاحب کی اطلاع و خواہش پر عقیقہ کے دو جانور ذبح کر کے درویشان میں گوشت تقسیم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین ٭ (ایڈیٹر بدر)

درخواستِ دُعا مکرم انعام الحق صاحب کوثر۔ مکرم احمد صادق صاحب۔ مکرم رشید احمد صاحب ارشد۔ مکرم حامد کریم صاحب۔ مکرم نور احمد صاحب مرتضیٰ۔ مکرم خواجہ نصیر احمد صاحب، اور مکرم حافظ عبد الحفیظ صاحب متعلمین جامعہ احمدیہ ربوہ دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

خاکسار: حمید الدین شمس قادیان

آخری سہ ماہی

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ر اپریل ۱۹۷۱ء کو ختم ہونا ہے۔ مالی سال کی نوماہی ۳۱ر جنوری ۷۱ء کو ختم ہو چکی ہے۔ اور آخری سہ ماہی یکم فروری سے شروع ہے۔ اس لئے نظارت ہذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران و مبلغینِ کرام سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی دیگر مصروفیات سے وقت نکالتے ہوئے اس اہم کام کی طرف بھی خاص توجہ فرمائیں۔ اور کمیٔ بجٹ کو جلد از جلد پورا کریں۔

عہدیداران جماعت اور مبلغینِ کرام ہر نادہند اور بقایا دار کے پاس پہنچیں اور انہیں مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرمائیں تا اُن کے دلوں میں بھی ایمانی جذبہ پیدا ہو۔ اور بشاشتِ قلبی سے اپنی کوتاہیوں کا انسداد کر سکیں۔

احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اس عہدِ بیعت کو سامنے رکھیں کہ:-

"میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا"

جب اس پر عمل فرمائیں گے تو یقیناً اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے دروازے آپ پر کھل جائیں گے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دُنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے کئے ہوئے وعدوں کو پُورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین ؛

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست ہائے دُعا

خاکسار کی خوشدامن محترمہ مہتاب بیگم صاحبہ ایک عرصہ سے آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے پریشان ہیں۔ کامل شفایابی کے لئے، نیز میرے خسر محترم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی بعض معاملات کی وجہ سے پریشان ہیں اُن کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے۔ اسی طرح میرے برادران نسبتی مکرم عبد الحفیظ صاحب و مکرم عبد الحق صاحب امسال بی۔ اے اور ایف۔ اے کا امتحان دینے والے ہیں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: بشارت احمد بشیر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم یادگیر۔

(۲) — خاکسار ایک سال سے زائد عرصہ سے کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا رہتا ہے۔ میری اہلیہ کی صحت بھی اچھی نہیں رہتی۔ بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

خاکسار: ایس۔ ایم۔ شہاب احمد کنیڈا۔

(۳) خاکسار کے خسر محترم حامد حسین صاحب آف بھاگلپور گُردے میں پتھری کے باعث علیل ہیں۔ خاکسار کی بھتیجی عزیزہ صوفیہ سلمہا بھی ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے جملہ احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار: محمد سلیمان بہاری قادیان۔

(۴) — خاکسار امسال میٹرک کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے۔ نمایاں کامیابی کے حصول کے لئے جملہ احباب و بزرگان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: بدر الدین ڈار
آسنور (کشمیر)

اطلاعِ عام

"راشٹریہ نوجوان سنستھا قادیان" جو ایک سماجی بہبود کی تنظیم ہے اور جس کا رجسٹرڈ آفس "نیشنل کمرشیل کالج" قادیان میں قائم ہے زیرِ قانون سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ء رجسٹرار آف فرمز اینڈ سوسائٹیز نے زیر نمبر 87/1870-71 رجسٹرڈ کر لی ہے۔ سنستھا ہذا کو یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض عناصر سنستھا ہذا کے نام کو ناجائز طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص و عام کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ اس اعلان کے بعد اگر کوئی شخص یا ادارہ سنستھا ہذا کا نام کسی بھی طور سے استعمال کریگا اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ جس کے حرجہ اور خرچہ کی تمام تر ذمہ داری اس شخص یا ادارہ پر ہوگی۔ عوام سے درخواست ہے کہ وہ اپنی جملہ شکایات اور تجاویز جو عوامی مفاد میں ہوں سنستھا ہذا کے صدر دفتر واقعہ "نیشنل کمرشیل کالج" قادیان میں پہنچائیں۔ اور جعلی اشخاص و ادارہ جات سے ہوشیار اور مجتنب رہیں۔

المُشتہِران

کشوری لعل جُلکا	ستیش کمار شرما	منوہر لعل شرما
پریذیڈنٹ	چیف آرگنائزر	جنرل سیکرٹری

راشٹریہ نوجوان سنستھا قادیان

اخبارِ احمدیہ

بقیہ صفحہ اوّل

۹ر تبلیغ۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام اور درد و الحاح سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۹ر تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربوہ سے کل مورخہ ۱۰ر تبلیغ کو مع اہل و عیال واپس دار الامان تشریف لا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں سب کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو آمین۔

★— محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعتِ احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ ؛

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے۔ ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE" فون نمبرز:- 23—1652 / 23—5222